امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوریؒ
■ البیعۃ فی عہد النبوۃ (تبصرہ کتاب)
■ روزافزوں جرائم؛ مسئلہ اور حل
■ لاک ڈاؤن میں امارت شرعیہ کی خدمات
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں
■ کورونا کے بعد کی دنیا............

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 23-13 مورخہ ۲۲؍شوال ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵؍جون ۲۰۲۰ء روز سوموار

مدارسِ اسلامیہ پر لاک ڈاؤن کے اثرات

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

آج جبکہ پوری دنیا میں تعلیم نے صنعت وتجارت کی حیثیت حاصل کرلی ہے، مدارس اسلامیہ متوسط اور غریب خاندانوں کی تعلیم کا واحد ذریعہ ہیں، یہاں لیا نہیں؛ بلکہ سب کچھ دیا جاتا ہے، تعلیم بھی، تربیت بھی، کتابیں بھی، خوراک بھی، رہائش بھی، کپڑے بھی، سب کچھ مفت۔ مدرسوں میں کوئی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں ہوتا، یہاں کا بجٹ آمدنی کے بعد نہیں بنتا؛ بلکہ اللہ کے فضل اور اہل خیر کے ذریعہ دی جانے والی رقم کی موہوم امید اور توقعات پر بنا کرتا ہے، یہاں کے اساتذہ معمولی تنخواہوں پر کام کرتے ہیں اور صرف یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی صلاحیتیں فروخت نہیں کرتے، دنیاوی اجرت کا تصور نہیں رکھتے؛ بلکہ اجر خداوندی کی امید پر کام کرتے ہیں، ان کی امیدیں اللہ سے لگی ہوتی ہیں، ان کے مقاصد جلیل اور آرزوئیں قلیل ہوتی ہیں، رمضان المبارک اور دوسرے موقع سے یہ اہل خیر سے رابطہ کرتے ہیں، چھوٹی بڑی رقمیں وصول کرلاتے ہیں، جس سے مدارس اسلامیہ کا یہ سارا نظام چلا کرتا ہے، امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے تعلیمی نظام کو خیرات زکوٰۃ پر منحصر نہیں کرنا چاہئیے، اپنی اصل آمدنی میں سے بھی اس کام کے لئے نکالنا چاہیے؛ لیکن واقعہ یہی ہے کہ عطیات کی مختصر رقم کو چھوڑ کر اب تک مدارس اسلامیہ کا سارا تعلیمی نظام مسلمانوں کے خیرات زکوٰۃ پر ہی منحصر ہے۔

امسال کورونا وائرس کی دہشت، لاک ڈاؤن کی وحشت، آمدورفت کے وسائل کے مسدود اور گھروں سے نکلنے پر پابندی کی وجہ سے مدارس اسلامیہ کے ذمہ داروں اور محصلین کا رابطہ اہل خیر حضرات سے نہیں ہوسکا، مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران نے آن لائن رقومات بھیجنے کی اپیل کی، اخبارات میں اشتہارات دیئے؛ لیکن کم لوگوں نے اسے درخور اعتنا سمجھا، جو لوگ اپنے سارے کام ''کیش لیس سسٹم'' سے کیا کرتے تھے، ان کے لئے یہ چنداں دشوار نہیں تھا، پے ٹی ام، اور کریڈٹ کارڈ سے لاک ڈاؤن میں بجلی بل اور دوسرے سرکاری ٹیکس ادا کئے جاتے رہے؛ لیکن اللہ کی مقرر کردہ زکوٰۃ کے بارے میں لوگوں کی حساسیت کم رہی، بڑے اداروں کی طرف کچھ توجہ ہوئی؛ لیکن گاؤں اور دیہات میں واقع چھوٹے چھوٹے مدارس کی طرف توجہ اس قدر کم ہوئی کہ اب ان کا جاری رکھنا دشوار معلوم ہوتا ہے، اساتذہ کی کئی کئی ماہ کی تنخواہیں باقی ہیں اور وصولی صِفر ہے، ایسے میں یہ ادارے انتہائی پریشان کن دور سے گذر رہے ہیں، چھوٹے مدارس کی اہمیت کم نہیں ہے، یہ مسلم سماج میں اسلامی تعلیم وتربیت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ کے لئے ''لائف لائن'' کی حیثیت رکھتے ہیں، مسلم سماج کے جسم وجان میں اسلامی حمیت وغیرت اور دینی تعلیم وتربیت کا جو خون گردش کرتا ہے، وہ سب انہیں مدارس اسلامیہ کی دین ہیں، بنیادی دینی تعلیم جس کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے، اس کی تکمیل ان اداروں کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اکابر علماء نے اس کی ضرورت واہمیت بیان کرکے لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اس وقت مدارس علوم دینیہ کا وجود مسلمانوں کے لئے ایسی بڑی نعمت ہے کہ اس سے فوق (بڑھ کر) متصور نہیں، دنیا میں اگر اسلام کے بقاء کی کوئی صورت ہے تو یہ مدارس ہیں'' (حقوق العلم:۵۱) حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی رائے ہے کہ ''یہی کہفی مدارس تھے، جنہوں نے مسلمانوں کے ایک طبقہ کو خواہ ان کی تعداد جتنی بھی کم ہے، اعتقادی اور اخلاقی گندگیوں سے پاک رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے،'' (الفرقان، افادات گیلانی)

علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں: ''یہ مدارس جہاں بھی ہوں جیسے بھی ہوں، ان کا سنبھالنا اور چلانا مسلمانوں کا سب سے بڑا فریضہ ہے اگر ان عربی مدرسوں کا کوئی فائدہ نہیں تو یہی کیا کم ہے کہ یہ غریب طبقوں میں مفت تعلیم کا ذریعہ ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا کر ہمارا غریب طبقہ کچھ اور اونچا ہوتا اور اس کی اگلی نسل کچھ اور اونچی ہوتی ہے اور یہی سلسلہ جاری رہتا ہے، غور کی نظر اس نکتہ کو پوری طرح کھول دے گی''

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا: ''مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے، جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں، مدرسہ عالم اسلام کا وہ بجلی گھر (پاور ہاؤس) ہے جہاں سے اسلامی آبادی؛ بلکہ انسانی آبادی میں بجلی تقسیم ہوتی ہے، مدرسہ وہ کارخانہ ہے، جہاں قلب ونگاہ اور ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں، مدرسہ وہ مقام ہے جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے '' (پاجا سراغ زندگی:۹۰)

حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کا ارشاد ہے: ''مدرسہ آپ کے دین وایمان کی جگہ ہے، یہ آپ کی دنیا وآخرت ہے، مدارس اسلامیہ کو تقویت پہونچائی جائے، دین اسلام کی بقاء انہیں مدارس اسلامیہ کے استحکام سے ہے، علماء اور مدرسوں پر غلط تبصرہ کرنے سے گریز کریں، (مدرسہ رحمانیہ سپول کے اجلاس سے خطاب) آپ نے مدارس اسلامیہ کے سلسلے میں اکابر کے ارشادات وافادات کا مطالعہ کرلیا ایسے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ان اداروں کی فکر کریں اور موجودہ پریشان کن حالات سے نکالنے میں ان کی مدد کریں۔

لاک ڈاؤن چار کے اختتام کے بعد آمدورفت کی سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں؛ گو مدارس اسلامیہ شاید اب بقرعید بعد بھی نہیں کھل سکیں گے، مرکزی وزیر تعلیم نے واضح کردیا ہے کہ تعلیمی ادارے ۱۵؍اگست کے بعد ہی کھل سکیں گے، داخلہ بھی ابھی ممکن نہیں ہے؛ لیکن اساتذہ کو ہٹایا تو نہیں جاسکتا، ان کی تنخواہیں تو ملنی چاہیے، ان کے بچوں کی فکر بھی ضروری ہے، لاک ڈاؤن میں وہ بھی پریشان کن دور سے گذرے ہیں، امارت شرعیہ نے حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے حکم پر ائمہ مساجد اور علماء کے درمیان بھی راحت رسانی کا کام کیا اور اس حیثیت سے بھی اس کی خدمات قابل قدر رہی ہیں؛ لیکن ایک ادارہ تمام علماء، ائمہ مساجد اور اساتذہ کی ضرورتوں کو پوری نہیں کرسکتا ہے، اس لئے اہل خیر حضرات کو عطیات کی رقم سے اپنے اپنے علاقوں میں علماء، ائمہ مساجد، مؤذنین اور مدارس کے اساتذہ کے لئے دست تعاون دراز کرنا چاہیے، ان کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہونچے، اس کے لئے یہ بھی کرسکتے ہیں کہ یہ رقومات مدارس اور مساجد کے ذمہ داروں کو بمد تنخواہ دے دی جائیں، اور ذمہ داران، اساتذہ، ائمہ اور مؤذنین کی تنخواہیں ادا کریں، اس طرح ان کا بھی کام چل جائے گا اور ادارے اساتذہ کے مقروض نہیں رہیں گے، اس موقع سے یہ بدگمانی بالکل نہ پھیلائی جائے کہ مہتمم صاحبان رکھ لیں گے، سوشل میڈیا پر اس قسم کے بیانات لوگ دیتے رہتے ہیں، یقیناً کچھ مہتمم اور متولی صاحبان ایسا کرتے ہوں گے؛ لیکن عمومی احوال ایسے نہیں ہیں، ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم اکادکا واقعات کو کلیہ بنا کر پیش کرتے ہیں، علمی اصطلاح میں کہیں تو کہا جاسکتا ہے کہ قیاس استثنائی کو قیاس استقرائی کا درجہ دینا ہماری فطرت بن گئی ہے، یہ ٹھیک ہے کہ پوری دیگ کے چاول کے پکنے کا اندازہ دو چار دانوں کو مسل کر لگایا جاسکتا ہے؛ لیکن روٹی میں یہ فارمولہ نہیں چلے گا، تمام روٹی کے کچی اور پکی ہونے کی بات ایک روٹی کو دیکھ کر نہیں کہی جاسکتی۔

دوسرا بڑا مسئلہ دارالاقامہ میں مقیم طلبہ کے نان ونفقہ اور کھانے پینے کا ہے، امراء اور صاحب استطاعت لوگوں کی خیرات زکوٰۃ کی رقم سے یہ اخراجات پورے کئے جاتے رہے ہیں؛ لیکن اس بار لاک ڈاؤن کی وجہ سے یہ کام ہو ہی نہیں سکا، اس کا حل یہ ہے کہ اب جب کہ ''لاک ڈاؤن'' کو ''ان لاک'' کرنے کا آغاز ہوچکا ہے، حسب سہولت اساتذہ کے ذریعہ اہل خیر حضرات سے رابطہ کا کام شروع کیا جائے، یقیناً لاک ڈاؤن نے معاشی طور پر ان کی بھی کمر توڑ دی ہے؛ لیکن زکوٰۃ تو ان پر اس مال میں فرض ہے؛ جو پہلے سے ان کے پاس جمع ہے، اہل خیر حضرات مدارس کی ضرورتوں کو سمجھتے ہیں اور ہمارا احساس ہے کہ یہ امت ابھی بانجھ نہیں ہوئی ہے، اس لئے بدگمانی چھوڑیئے، مدارس کو ان پریشان کن حالات؛ بلکہ ''عالم نزع'' سے نکالنے کے لئے آگے آیئے، اس لئے کہ اگر یہ مدارس نہیں رہے تو کیا ہوگا، وہ علامہ اقبال سے سنئے، فرماتے ہیں: ''اگر ہندوستان کے مسلمان ان مکتبوں کے اثر سے محروم ہوگئے تو بالکل اسی طرح جس طرح ہسپانیہ میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء اور باب الاخوتین کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش ہی نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعہ کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا'' (اوراق گم گشتہ از رحیم بخش شاہین)

مشیت الٰہی

''بیماری اور شفا تمام تر اللہ کی مشیت کے تابع ہے، ایک کی بیماری دوسرے کو لگنا ہمیشہ ضروری نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ ہو تو بیماری نہیں لگتی، لہٰذا اس کی بنیاد پر خوف وہراس پھیلانا یا توہمات میں مبتلا ہونا درست نہیں اور ایسے میں اللہ تعالیٰ سے رجوع ہی مؤمن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے، البتہ شریعت اسلامیہ نے اعتدال کے ساتھ احتیاطی تدابیر پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے، جو احادیث میں مذکور ہے، اس پر عمل کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔'' (ماخوذ)

بلا تبصرہ

''کرونا وائرس ایسے وائرس کو کہا جاتا ہے جو انسانوں اور جانوروں میں ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہے، سب سے پہلے اس وائرس کی دریافت ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ہوئی تھی جو سردی اور نزلہ سے متاثر کچھ مریضوں میں خنزیر سے متعدی ہوکر داخل ہوا تھا، اس وقت اس وائرس کو ہیومن (انسانی) کرونا وائرس E229 اور OC43 کا نام دیا گیا تھا، نیا کرونا وائرس جو چین سے پھیلا اسے COVID-19 کا نام دیا گیا ہے۔'' (حاصل مطالعہ)

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

نفاق۔ بیمار ذہنیت کی علامت

کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا اور اگر ہم چاہتے تو آپ کو ان کا پورا پتہ بتلا دیتے ،سو آپ ان کو ان کے حلیہ سے پہچان لیتے اور آپ ان کو طرز کلام سے اب بھی ضرور پہچان لیں گے،اللہ ہم سب کے اعمال کو جانتا ہے۔(سورہ محمد آیت ۲۹۔۳۰)

وضاحت:۔نفاق، فطرت انسانی کی ایک ایسی کمزوری اور بیماری ہے جس نے بہت سے معاشرہ اور سماج کو تباہ و برباد کیا اور اس کی وجہ سے بدامنی پھیلی، مگر کیا کیجئے اس ذہنیت کے لوگ ہر دور اور ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔عہد رسالت میں بھی کچھ ایسے منافق تھے جو ظاہر میں اسلام اور مسلمانوں سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے تھے اور باطن میں بغض وعداوت اور حسد وکینہ رکھتے تھے، وہ جب مسلمانوں کی مجلس میں بیٹھتے تو ان کی سی باتیں بناتے اور کافروں میں جاتے تو اپنا قلبی رجحان ظاہر کردیتے،قرآن نے اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے، مذبذبین بین ذلک لا الہ ھؤلاء ولا الی ھؤلاء درمیان میں لٹکے ہوئے ہیں نہ پورے ان کی طرف ہیں اور نہ ان کی طرف، بلکہ وہ موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں، اور جب موقعہ ملا اسلام کے خلاف سازشیں ومنصوبے بنانے لگتے ہیں،اور وہ یہ تصور کر بیٹھتے ہیں کہ ہماری باطنی نجاستوں کا علم کسی کو نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں آگاہ کیا کہ تمہاری سرگرمیوں سے میں واقف ہوں۔اگر اللہ چاہے تو منافقین کا سارا حلیہ بیان کردے، تاکہ اے نبی آپ اور آپ کے متبعین ہر منافق کو شخصی طور پر پہچان لیں ،مگر ہماری حکمت ومصلحت ہے کہ اگر ایسا کریں تو وہ لوگوں میں ذلیل وخوار ہوجائیں گے ،یہ اور بات ہے کہ منافقین کی شناخت ان کے طرز کلام اور حرکات وسکنات سے بھی ہوسکتا ہے، جس کو فراست ایمانی سے پہچانا جاسکتا ہے، کیونکہ صحیح اور سچی باتوں کا اثر قلب پر پڑتا ہے، اور کذب بیانی سے دلی راز کا اظہار ہوجاتا ہے کہ اس کی گفتگو میں کتنی صداقت ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور کو منافقین کی ایک جماعت کے احوال بتادئے، چنانچہ ابن کثیر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں خاص خاص منافقین کا نام ایک مجلس میں لیا غزوہ تبوک کے موقعہ پر منافقوں کی کی گئی شرارتوں کا نفاق ظاہر ہوا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے لوٹے تو بعض منافقین نے مشورہ کیا کہ رسول اللہ جب عقبہ جانے لگیں تو ان کو نعوذ باللہ عقبہ سے نیچے گرادیا جائے،اس لئے یہ مکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے لگے،ادھر اللہ کے رسول کو وحی کے ذریعہ منافقوں کی سازشوں کا علم ہوگیا، منافقوں نے منہ چھپا کر اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منافقوں کو پکڑ لیا اور اس کے دل کے راز کو بیان فرمادیا،ان لوگوں نے کہا کہ مجھے یقین نہ تھا کہ آپ کو اس کی خبر ہوگی، مگر آج معلوم ہوا کہ واقعتاً آپ خدا کے رسول ہیں، میں اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہوں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کردیا۔

منافقین کا یہ بھی دستور تھا کہ جب وہ کسی عزوہ میں جاتے تو بسا اوقات درمیان راستہ سے حیلہ وبہانہ کرکے لوٹ جاتے اور قسمیں کھا کر عذر پیش کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر انداز فرماتے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفۃ الیمان کو چند منافقین کے ناموں کی نشاندہی فرمادی تھی، دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہر عہد میں دوست نما دشمن منافق پیدا ہوتے رہے ہیں جو مار آستین بن کر مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں اور اپنی وفاداری کی قسمیں بھی کھاتے ہیں، مگر وہ ہوتے ہیں دھوکہ باز منافق۔اس لئے ہر مومن بندہ کو منافقوں کے مکروفریب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

کسی کو حقیر اور کمتر مت سمجھئے

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (ترمذی شریف)

مطلب:۔ انسانی زندگی کا امتیاز دراصل انس ومحبت ،ہمدردی وخیر خواہی سے ہے، اسی لئے انسان ایک عظیم انسان اس وقت بنتا ہے، جب وہ وسیع القلب ہوتا ہے، پھر عظمت وبلندی کا تاج اس کے سر پر جلوہ آرا ہوتا ہے، آپ تھوڑی دیر کے لئے اپنی زندگی کو خیر وبھلائی کے بے مثال جوہر سے الگ کردیجئے، اور دیکھئے کہ آپ میں اور عام انسانوں اور جانوروں میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے،فرض کیجئے کہ آپ لوگوں کی عزت پر حملہ کرنے لگیں، انہیں حقیر وکمتر سمجھنے لگیں تو لوگ آپ سے دور بھاگیں گے اور آپ کو بد خلق اور متکبر انسان کہیں گے، کیونکہ آپ نے ان کے آئینہ دل کو ٹھیس پہونچایا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ مسلمانوں کو کشادہ دل بننے کی تاکید کی اور کہا کہ مومن کامل وہی ہے جو اپنے لئے پسند کرے وہی چیز دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرے، تاکہ اس سے دونوں کے درمیان محبت اور خیر خواہی کا جذبہ ابھر سکے،ممکن ہے کہ ایسا کرتے وقت دل پر شاق گذرنے لگے،لیکن اگر انسان کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرنا ایمان کے شرائط میں سے ایک شرط ہے تو اس سے اس کے دل میں اسلام کی بشاشت رچ بس جائے گی اور وہ اس کو بے کھٹکے انجام دے گا، پھر اس صفت کے ذریعہ اس کی شناخت وپہچان قائم ہوجائے گی، جب مکہ کے مہاجر سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آئے تو مدینہ کے مسلمانوں نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا،ان کو اپنے گھر دیئے، باغ دئے، کھیت دیئے، اپنی محنتوں میں ان کو شریک کیا اور خود ہر طرح کی تکلیفیں اٹھا کر ان کو آرام پہونچایا۔ ان کے اس جذبہ نیک کی وجہ سے انصار یعنی مددگار کا خطاب ملا۔بلاد بحرین جب فتح ہوا تو حضورؐ نے انصار کو بلا کر فرمایا کہ میں اس کو انصار کی جاگیروں میں تقسیم کردینا چاہتا ہوں ،ان ایثار کے پیکروں نے عرض کیا جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اتنا نہ ملے ہم کو یہ منظور نہیں، فرمایا اگر یہ منظور نہیں تو صبر کرو،صحابہ کرام کے اسی ایثار وقربانی کے جذبے نے عام لوگوں کے دلوں میں کشادگی پیدا کی اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینے کا مزاج بنتا گیا، اگر آج ہم بھی اس صفت کو اپنے اندر پیدا کرلیں تو ہماری بہت سی معاشی وسماجی دشواریاں دور ہوجائیں گی اور آپس کے تعلقات میں بھی استحکام پیدا ہوگا۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

حرام کمائی سے حلال کاروبار:

ایک آدمی جو شراب کا کاروبار کرتا تھا،اس نے اس کاروبار کو چھوڑ کر اس کی کمائی کپڑے کے کاروبار میں لگادی اور اس سے خوب نفع حاصل کیا،سوال یہ ہے کہ یہ آمدنی اس کے لیے حلال ہے یا نہیں، جب کہ حرام کمائی سے یہ کاروبار کیا گیا ہے؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

شراب کے کاروبار سے حاصل جتنی رقم اس نے کپڑے کے کاروبار میں لگائی ہے،اس پر لازم ہے کہ اتنی رقم بلا نیت ثواب صدقہ کردے،لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه(رد المحتار کتاب الحظر و الاباحة؛ باب الاستبراء ، فصل البیع : ۹/۵۵۳)

اس کے بعد بچی ہوئی رقم اس کے لیے حلال ہے،اپنی ضروریات میں استعمال کرسکتا ہے۔

و فی القهستانی : و له أن یودیه إلی المالک ، ویحل له التناول لزوال الخبث(رد المحتار: ۹/۲۷۶، کتاب الغصب)

پھل آنے سے قبل باغات کی بیع:

پھلوں کا کاروبار کرنے والے لوگ عاطور پر درختوں پر پھل آنے سے پہلے ہی باغات خرید لیتے ہیں،اس کی سینچائی اور دوا وغیرہ کا چھڑکاؤ کرتے رہتے ہیں تاکہ پھل محفوظ رہے،سوال یہ ہے کہ یہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

پھل آنے سے قبل پھلوں کی بیع معدوم کی بیع ہے اور یہ بالاتفاق ممنوع ہے:لا خلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل أن تظهر(رد المحتار :۷/۸۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کارآمد ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ عن ابن عمر رضی الله عنها أن رسول الله صلی الله علیه نهی عن بیع الثمر حتی یبدو صلاحها ،نهی البائع و المبتاع(صحیح البخاری باب بیع الثمار قبل أن یبدو صلاحها: ۲/۲۹۲)

البتہ جواز کی صورت یہ ہے کہ زمین کا مناسب کرایہ طے کردیا جائے اور باغ کو زمین سمیت ایک متعینہ مدت کے لیے دے دیا جائے اور پھلوں سے فائدہ حاصل کرنے کا اختیار دے دیا جائے ،تو اس کی گنجائش ہوگی،اس کے بعد خریدار پھلوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

و من استأجر ارضا علی أن یکریها و یزرعها ویسقیهافهو جائز(الهدایه: ۳/۲۹۰)

بازار میں بکنے والے آموں کی خریداری:

بازار میں بکنے والوں آموں کے بارے میں معلوم نہیں کہ خریدار نے ان پھلوں کو باطل طریقہ پر خریدا ہے یا فاسد طریقہ پر، ایسے پھلوں کو خرید کر کھانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

بازار میں یہ متعین کرنا دشوار ہے کہ کون سا مال عقد باطل کا ہے اور کون سا عقد فاسد کا اور بائع سے اس کی تحقیق و تفتیش کی ضرورت بھی نہیں ہے، لہٰذا لاعلمی کی بنا پر بازار میں بکنے والی دیگر اشیاء کی طرح آموں کو بھی خرید کر استعمال کرسکتے ہیں، شرعاً جائز ودرست ہے۔

قسطوں پر خرید وفروخت:

مارکیٹ میں گاڑی، لیپ ٹاپ اور ریفریجریٹر وغیر کی خرید وفروخت قسطوں پر ہورہی ہے، جس میں ایک متعینہ مدت تک قسط وار رقم ادا کرنے پر نقد خریدنے کے بالمقابل کچھ زیادہ رقم ادا کرنی پڑتی ہے،سوال یہ ہے کہ یہ زائد رقم سود میں شمار ہوگی یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

چونکہ بائع کو ادھار فروکت کرنے کی صورت میں نقد کے بالمقابل زیادہ رقم لینے اور نقد وادھار کے لیے الگ الگ بھاؤ رکھنے کا شرعاً اختیار حاصل ہے، و یزاد فی الثمن لا جله اذا ذکر الاجل مقابلة زیادة الثمن قصداً(البحر الرائق: ۶/۱۱۵) لہٰذا صورت مسئولہ میں گاڑی، لیپ ٹاپ، واشنگ مشین وریفریجریٹر وغیرہ متعین قسطوں پر خریدنا شرعاً جائز ودرست ہے اور زائد رقم ادھار خریدنے کی وجہ سے ہے،اس کا شمار سود میں نہیں ہوگا۔البیع مع تأ جیل الثمن و تقسیطه صحیح(شرح المجله: ۱/۱۲۷)

وقت مقررہ پر ثمن ادا نہ کرنے پر معاملہ ختم کرنا:

زید اور بکر کے درمیان ایک زمین کی خرید وفرخت کا معاملہ طے ہوا، بکر نے آدھی قیمت ادا کردی اور باقی آدھی کے لیے معاہدہ یہ ہوا کہ ۲۰؍فروری ۲۰۲۰ء تک ادا کردے گا ورنہ زید کو دوسرے کے ہاتھ بیچنے کا اختیار ہوگا،فروری پورا مہینہ گذر گیا اور اب تک اس نے باقی رقم ادا نہیں کی تو وہ اپنی زمین دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ بکر نے معاہدہ کے مطابق وقت مقررہ پر رقم ادا نہیں کی تو زید بکر کی رقم واپس کرکے اپنی زمین کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے،شرعاً جائز ودرست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 23-13 مورخہ ۲۲/شوال ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/جون ۲۰۲۰ء روز سوموار

”لاک ڈاؤن“ سے ”ان لاک“ تک

کورونا وائرس کی دہشت نے حکومت ہند کو مجبور کیا کہ وہ ملک میں کاروبار زندگی کو معطل کر دے، چنانچہ وزیر اعظم نے پہلے ۲۲/ مارچ کو جنتا کرفیو کا اعلان کیا، تالی اور تھالی پٹوایا، یہ منظر دیکھ کر گاؤں میں سرشام دیہاتیوں کے شور ہنگامے کی بہت یاد آئی، جب جانوروں سے مصیبتوں کو دور کرنے کے لیے لوگ شور شروع کرتے تھے اور یہ آواز پھیلتی ہوئی کئی گاؤں تک پہونچ جاتی تھی، دیہاتی اوران پڑھ لوگ اس قسم کے اوہام میں مبتلا ہوتے ہیں، ہمارے وزیر اعظم پڑھے لکھے ہیں، اور پہلے وزیر اعظم ہندوستان کے ہی نہیں دنیا کے ہیں، جن کی ڈگری پریس کانفرنس کر کے دکھائی گئی، ایسے پڑھے لکھے وزیر اعظم نے کیوں تالی اور تھالی پٹوائی، لوگ سمجھ نہیں سکے، پھر انہوں نے صرف ایک دن بعد چار گھنٹے کا وقفہ دے کر پورے ملک کو لاک کر دیا، اور ایک دن انہوں نے لوگوں سے بجلی گل کر کے موم بتی اور ٹارچ جلا کر زمانہ قدیم میں ہندوستان کو پہونچانے کا کام کیا، اس سے جو فضائی آلودگی پیدا ہوئی وہ الگ، لوگوں نے وزیر اعظم کی بات مان لی اور سب کچھ بند ہو گیا سماجی فاصلہ بنائے رکھنے اور سوشل ڈسٹنسنگ کے نام پر پورے ملک میں ہاہا کار مچ گیا، مزدوروں کو جب کام نہیں ملا اور کمپنیوں نے ان کے تعاون سے ہاتھ کھینچ لیے تو وہ گھر واپسی کے لیے سڑکوں پر نکل آئے، پیدل، ٹرک، ٹھیلہ، سائیکل، موٹر سائیکل جو دستیاب ہوا اس پر چل پڑے، اوپر کھلا آسمان، سورج کی تمازت شباب پر، نیچے تار کول کی تپتی سڑک، ہزار ڈیڑھ ہزار کیلومیٹر کا فاصلہ، بچے، عورتیں، بوڑھے، سب شریک سفر، خورد ونوش کا سامان عنقا، بھوک سے تڑپتے لوگ اور دودھ کے لیے بلکتے بچے، یہ منظر بھی ان گناہ گار آنکھوں کو دیکھنا تھا، سو دیکھا کیے، بہت سارے لوگ دم توڑ گیے بعد از خرابیٔ بسیار گاڑیاں چلیں تو راستہ بھٹکنے لگیں، ٹرین کے راستہ بھٹکنے کی بات پہلی بار سننے میں آئی، بھٹکی ہوئی ٹرینوں نے مزدور مسافروں کو بھی بھٹکایا اور خبر ہے کہ کم وبیش پچاسی مزدور ٹرین میں ہی دم توڑ گئے، لاک ڈاؤن کا سلسلہ بڑھتا ہی رہا، پہلے اکیس دن، پھر انیس دن، پھر چودہ دن اور پھر اکتیس مئی تک پورا ملک لاک ڈاؤن کا کرب جھیلتا رہا۔

مزدوروں کے ساتھ غریب ومفلس لوگ بھی اس درمیان بے پناہ پریشانیوں سے گذرے، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے حکم دیا کہ پریشان حال لوگوں کی ہر ممکن مدد کی جائے، چنانچہ امارت شرعیہ کے ذمہ داران، کارکنان اور خدام قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی کی ہدایت اور رہنمائی کے مطابق حضرت امیر شریعت کے حکم کی تعمیل میں لگ گئے، پٹنہ شہر مضافات میں بلا تفریق مذہب وملت، غذائی اجناس، کپڑے وغیرہ کی تقسیم کی گئی، ذیلی دفاتر کے ذمہ داران، قضاۃ حضرات، ضلعی کمیٹی کے عہدیداروں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جھارکھنڈ، اڈیشہ میں بھی بڑے پیمانے پر مقامی لوگوں کے تعاون سے اس کام کو کیا گیا، رانچی اور لوہردگا میں کام کی وسعت اور رفتار کو دیکھ کر وہاں کی بعض تنظیموں کی طرف سے اس پریشان کن دور میں مصیبت زدوں کی مدد کے لیے امارت شرعیہ کو بہتر خدمات کے لیے سند توصیفی دیا گیا، مدارس کے طلبہ، اساتذہ اور مزدور حضرات کی گھر واپسی کو یقینی بنانے پر توجہ مبذول کی گئی اور اسٹیشن پہونچنے پر ان کا استقبال کیا گیا اور ان کی گھر واپسی کے لیے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر انتظامات کرائے گیے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، اس خدمت کی ملک گیر سطح پر ستائش ہوئی، دار العلوم دیوبند، دار العلوم وقف، مظاہر علوم وقف، جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ، مدرسہ عین العلوم الٰہ آباد کے ذمہ داروں نے بذریعہ فون اور مکتوب اس سمت میں امارت شرعیہ کی مستعدی کو سراہا، طلبۂ مدارس سفر کی صعوبتوں سے گھبرائے ہوئے تھے، امارت شرعیہ کے ذریعہ راحت رسانی، خورد ونوش کے انتظامات سے کافی متاثر ہوئے، طلبہ کی بعض جماعتوں کو پہونچانے کے لیے امارت شرعیہ کے مبلغین کو سفر میں ان کے ساتھ کر دیا گیا، جس سے انہوں نے بڑی عافیت محسوس کی اور امارت شرعیہ کے اکابر واصاغر اور خدام کے لیے ان کے دل سے دعائیں نکلیں، قابل ذکر ہے کہ اس کام میں امارت شرعیہ سے جڑے لوگوں میں کرونا کی نہ دہشت تھی اور نہ ہی وحشت، بس ایک جذبہ تھا کام کا، خدمت خلق کا جو امارت شرعیہ کی شناخت اور پہچان رہی ہے، امارت شرعیہ کے کارندوں نے ایک طرف سرکاری ہدایت پر خود بھی عمل کیا اور مسلمانوں کو ذہنی طور پر اس کے لیے تیار کیا حضرت امیر شریعت کے کئی ویڈیوز اور مضامین نشر ہوئے، مسلمانوں کو حوصلہ ملا اور انہوں نے اپنے سارے جذبات کو کچل دیا، جمعہ اور عید کی نماز بھی گھروں میں ہونے لگی، بہت سارے لوگوں نے ظہر کی نماز ادا کی، عید کے دن چاشت کی طرح نوافل پڑھے، لیکن ہدایات واحکام سے سر مو انحراف نہیں کیا۔

یکم/جون سے سرکار نے ان لاک۔ا، کا اعلان کیا، دفاتر کھل گیے، گاڑیاں چلنے لگیں، دوکانیں کھل گئیں اور دھیرے دھیرے زندگی معمول پر آرہی ہے، لیکن اس درمیان بہار ہی نہیں، پورے ملک میں مریضوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے، یہ صحیح ہے کہ مریض کے صحت مند ہونے کی تعداد کا تناسب بڑھا ہے، لیکن نقل مکانی کر کے آنے والے مزدوروں نے اس مرض کے متاثرین کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اب اس کرونا وائرس کے ساتھ ہی جینا ہوگا، جیسے لوگ شوگر اور بلڈ پریشر کے ساتھ جی رہے ہیں، البتہ احتیاط اور پرہیز بیمار ہونے سے بہتر ہے، امارت شرعیہ اس کی دعوت دیتی رہتی ہے، خود اس کے دفتر میں جو لوگ آرہے ہیں انہیں سینی ٹائز کیا جارہا ہے، فاصلے بنائے رکھے جاتے ہیں اور اس کی تلقین کی جارہی ہے، سرکاری ہدایات کے مطابق امارت شرعیہ کے تمام تعلیمی اداروں کو بند رکھا گیا ہے، مکاتب بند ہیں اور انہیں تا اطلاع ثانی اپنی سرگرمیاں بند رکھنے کو کہا گیا ہے، دیکھیے کب سے تعلیمی کارواں جادہ پیما ہو پاتا ہے، اس سلسلے میں طلبہ کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ رابطہ میں رہیں، اور جب تک کوئی واضح ہدایات نہ ملیں، تعلیمی اداروں کا رخ نہ کریں۔

اس پورے لاک ڈاؤن مین ہماری خواہش تھی کہ نقیب کی ترسیل واشاعت کا کام حسب سابق جاری رہے، شمارہ نمبر ۱۲، ۲۳/ مارچ کو چھپ کر آ بھی گیا تھا، لیکن ڈاک خانہ والوں نے اسے لوگوں تک پہونچانے سے انکار کر دیا، چنانچہ یہ شمارہ ابھی ایک ہفتہ قبل بھیجا جا سکا، اسٹیشنری کی دکانیں بھی لاک ڈاؤن کی زد میں آئیں، اس لیے دس شمارے نقیب کے نکلنے کی کوئی شکل نہیں بن سکی، ایک شکل آن لائن اشاعت کی تھی، آن لائن کے قاری بھی الحمد للہ بہت ہیں، لیکن ہماری غیرت نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ مستقل خریداروں کو ہم نقیب سے محروم رکھیں، اس لیے آن لائن بھی نقیب نہیں نکالا جا سکا۔

اب تازہ شمارہ خدمت میں پیش ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم وہدایت کے مطابق ہم اسے خوب سے خوب تر بنانے کی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں، لیکن اصل فیصلہ تو آپ کا ہے، آپ جو ہمارے قاری بھی ہیں اور ناقد بھی۔

دُہرارویہ

بی جے پی کے دور اقتدار میں سب سے زیادہ ترقی فرقہ وارانہ منافرت کو ملی ہے، مسلمانوں پر ظلم وستم کی گرم بازاری پر بولنے والوں کی زبانیں گنگ ہوگئی ہیں، ایک ہی جرم کے لیے انصاف کے الگ الگ پیمانے وضع ہو گیے ہیں اور کسی بھی ناگفتہ بہ صورت حال کو مسلمانوں کے گلے منڈھنے کا مزاج عام ہو گیا ہے، سیاسی لیڈران اور گودی میڈیا کا کردار اس سلسلے میں خاص طور پر قابل مذمت ہے، مثال کے طور پر دہلی فساد، تبلیغی جماعت سے متعلق معاملات اور ہتھنی کی کیرالہ میں ہلاکت کے واقعہ کو خاص طور پر پیش کیا جا سکتا ہے، دہلی فساد جن مرکزی وزراء اور فرقہ پرست طاقتوں کے ذریعہ اشتعال انگیزی کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوا، اس سے عوام پورے طور پر واقف ہے، لیکن وہ تمام لوگ کھلے عام گھوم رہے ہیں، اور گرفتار وہ لوگ کیے گیے ہیں جو اپنی دفاع کے لیے آگے آئے یا لوگوں کے تحفظ کے لیے کام کرتے رہے، تبلیغی جماعت کے خلاف مہم میں وہی ہوا، یوگی جی نے اجودھیا جا کر پوجا ارچنا کی؛ جس میں لوگوں کی بڑی بھیڑ جمع ہوئی، آنند وہار، گاندھی میدان غازی آباد، سورت اور ممبئی کے اسٹیشنوں پر مزدوروں کی بھیڑ میں سماجی فاصلے اور سوشل ڈسٹنسنگ کا لفظ بے معنی ہو کر رہ گیا، لیکن بجلی، بنگلہ والی مسجد اور جماعت والوں پر گری، اور جو ذلت آمیز سلوک ان کے ساتھ کیا گیا وہ انسانیت کو شرمسار کرنے والا ہے، گودی میڈیا نے اس کا پروپیگنڈہ اس قدر کیا کہ ایک مخصوص طبقہ ڈاڑھی ٹوپی والے اور مسلمان سبزی بیچنے والے تک سے نفرت کرنے لگا، بہت سارے واقعات مسلمانوں کے قتل کے ہوئے، لیکن اس پر کوئی واویلا نہیں مچا، بلکہ جب مہاراشٹرا میں دو پنڈت اور ایک گاڑی ڈرائیور کا قتل ہوا تو فرقہ پرستوں نے اسے بھی مسلمانوں کے نام کر کے فساد کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی، وہ تو حکومت کی مستعدی سے آٹھ گھنٹوں کے اندر ایک سو ایک لوگ اس قتل کے ملزم کے طور پر گرفتار ہوئے، اور ان میں ایک بھی مسلمان نہیں تھا تب اس سازش کی ہوا نکلی، ذرائع ابلاغ کو چاہیے تھا کہ وہ اسی پیمانے پر اس کی تشہیر کرتے کہ یہ کام دوسروں نے نہیں کیا، بلکہ ہم مذہب نے ہی پنڈت جی کا قتل کیا ہے، لیکن وہ ایسا اس لیے نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ یہ بات ان کے آقاؤں کے خلاف جاتی اور جنہوں نے اپنا قلم دربار میں گروی رکھ دیا ہے اور زبان پر حکومت مخالف بات کرنے پر پہرہ بٹھا رکھا ہے، ان کے لیے یہ کسی طور ممکن نہیں تھا، تازہ واقعہ کیرالہ میں ہتھنی کی ہلاکت کا ہے، یہ پارک سے نکل کر آبادی میں آگئی تھی اور جنگلی سور کے ذریعہ فصلوں کو تباہی سے بچانے کے لیے بعض پھلوں میں کسانوں نے پٹاخے بھر دیے تھے تاکہ وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کریں، اتفاق سے ایک پٹاخہ رکھا ہوا اناس اس بھوکی ہتھنی کے منہ لگ گیا، اس کی وجہ سے اس کے جبڑے اڑ گیے اور وہ تین دن تک پانی میں حیات وموت کی کشمکش میں مبتلا رہی، جانور سے محبت رکھنے والے کسی نے بھی اس کو بچانے کی کوشش نہیں کی، تین دن بعد جب وہ مر گئی تو اس نام پر طوفان کھڑا کرنے کا بیڑہ بی جے پی اور فرقہ پرست طاقتوں نے اٹھا لیا، کیرالہ بی جے پی کی دال اب تک نہیں گلی ہے، اس لیے بی جے پی کے اس ہنگامہ کو عوامی حمایت نہیں ملی اور جانچ ایجینسیوں کے حوالہ اس کی تحقیق کر دی گئی تو معاملہ کچھ ٹھنڈا گیا، اب یہ معاملہ سپریم کورٹ پہونچ گیا ہے، ایک وکیل اودھ بہاری کوشک نے سپریم کورٹ میں عرضی دائر کر کے یہ درخواست کی ہے کہ اس معاملہ کی جانچ عدالت کی نگرانی میں مرکزی تفتیشی بیورو (سی بی آئی) یا خصوصی تفتیشی ٹیم (ایس آئی ٹی) کے ذریعہ کرائی جائے، خبر یہ بھی ہے کہ سپریم کورٹ اس پر جلد سماعت کرے گی۔

اسی قسم کا دو اور واقعہ دہرہ دون اور ہماچل پردیش میں پیش آیا، دہرہ دون میں سانڈھ پر تیزاب پھینکا گیا، جس سے اس کی پیٹھ جل گئی اور ہماچل پردیش میں حاملہ گائے کو آتش گیر مادہ کھلایا گیا، جس سے اس کے جبڑے اڑ گیے؛ چوں کہ ملزم نند لال کا تعلق دوسرے مذہب سے ہے اس لیے جانوروں پر کیے گئے ان مظالم کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھا رہا ہے اور نہ ہی گودی میڈیا اس کی رپورٹنگ کر رہی ہے، مینکا گاندھی کو بھی کوئی گرانی نہیں ہوئی جب کہ ہتھی والے حادثہ پر ان کا بیان ضرورت سے زیادہ اشتعال پیدا کرنے والا تھا، اگر اس معاملہ میں کسی مسلمان کا نام آتا تو فوراً ہی میڈیا والے آسمان زمین ایک کر دیتے اور فسادات برپا کرا دیتے؛ کیوں کہ گائے تو ان کی ماتا ہے اور ہماچل پردیش میں ان کی ماں کا قتل ہوا تھا۔ یہ دہرا رویہ ہے جو دھیرے دھیرے ہندوستان میں ناسور بنتا جارہا ہے اور اس کی وجہ سے منافرت میں اضافہ ہو رہا ہے، جو ملک کی یک جہتی، سالمیت اور بقا کے لئے مستقل خطرہ ہے، اب ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ پانی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے، پانی اب تو خطرے کے نشان سے اوپر بہہ رہا ہے، لیکن اب بھی موقع ہے کہ حکمراں جماعت اور جمہوری اقدار پر یقین رکھنے والے سیاست داں میدان میں آئیں اور اس دہرے رویہ اور ہندو مسلم کے لیے انصاف کے الگ الگ پیمانے کے خلاف تحریک چلائیں، ملک کو بچانا ہے تو ہر محبّ وطن شہری کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سمت میں جو کر سکتا ہو، کرے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوریؒ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مفکر اسلام، مفسر قرآن، محدث کبیر، محقق دوراں، فکر نانوتوی اور رموز ولی اللہی کے شارح وامین، فقیہ زمن، امام المنطق والفلسفہ، نمونۂ سلف، درجنوں کتابوں کے مصنف، ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث وصدر مدرس، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری نے ۱۹؍مئی ۲۰۲۰ء مطابق ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز منگل بوقت چاشت سنجیونی ہوسپٹل ملاڈ ممبئی میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، ان کی طبیعت ادھر کئی مہینوں سے خراب چل رہی تھی، اتار چڑھاؤ آتا رہتا تھا، رمضان المبارک میں ان کی تفسیروں کا سلسلہ ممبئی میں جاری تھا، سوشل میڈیا پر افادات آ بھی رہے تھے، پھیپھڑے میں پانی بھر جانے کی وجہ سے سانس لینے میں دشواری تھی اور یہی مرض الموت ثابت ہوا، تدفین پانچ بجے شام اوشیوارہ مسلم قبرستان جوگیشوری (ویسٹ) ممبئی میں عمل میں آئی، پہلی نماز جنازہ ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالوحید صاحب نے سنجیونی نرسنگ ہوم سے متصل مسجد کے قریب پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ کی امامت حضرت کے ایک اور صاحبزادہ مولانا عبداللہ نے قبرستان سے متصل کی، لاک ڈاؤن کی وجہ سے محدود تعداد میں ہی لوگوں کو جنازہ میں شرکت کی اجازت ملی، حضرت مفتی صاحب کے انتقال سے علمی دنیا کا جو خسارہ ہوا ہے اس کی تلافی کی کوئی شکل نظر نہیں آتی، اہل علم وفن بہت ہیں، خود دارالعلوم دیوبند میں علمی دنیا کے شمس وقمر، ماہ ونجوم کی کثرت ہے، اس کے باوجود کہنا پڑتا ہے کہ "ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے" پس ماندگان میں ۹ لڑکے، دو لڑکیاں بقید حیات ہیں، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیوں سے الحمدللہ بھرا پُرا گھر ہے۔ اہلیہ ۲۰۱۱ء میں انتقال فرما گئیں تھیں، اور حضرت کی زندگی میں ہی دو نوجوان لڑکوں نے داغ مفارقت دے دیا تھا،

حضرت مولانا مفتی سعید احمد بن یوسف بن علی بن جیوا (یحییٰ) بن نور محمد کی ولادت ۱۹۴۰ء مطابق ۱۳۶۰ھ کے آخری ماہ میں ہوئی، یہ تاریخ بھی تخمینی ہے، واک پیڈیا میں تاریخ ولادت ۱۹۴۲ء درج ہے، حضرت کی جائے پیدائش کالیڑہ ضلع بناس کانٹھا (شمالی گجرات) ہے جو پالن پور سے تیس میل جنوب مشرق میں واقع ہے، تعلیم کا آغاز ان کے والد محترم نے کروایا، پھر کالیڑہ کے مکتب میں بیٹھا دیئے گئے، یہاں آپ نے مولانا داؤد صاحب چودھری، مولانا حبیب اللہ صاحب چودھری اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب جونکیہ سے کسبِ فیض کیا، فارسی کی ابتدائی تعلیم دارالعلوم چھاپی میں اپنے ماموں مولانا عبدالرحمٰن صاحب شیرا سے حاصل کی، چھ ماہ کے بعد اپنے ماموں کے ساتھ ان کے وطن ''جونی سندھی'' آ گئے اور فارسی کی تعلیم جاری رکھی، عربی کی ابتدائی اور متوسطات تک کی تعلیم حضرت مولانا نذیر میاں صاحب پالن پوری کے مدرسہ سے حاصل کیا، اس زمانہ میں مولانا محمد ہاشم بخاریؒ (سابق استاذ دارالعلوم دیوبند) یہاں استاذ تھے، چنانچہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ۱۳۷۷ھ میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور تشریف لائے اور یہاں تین سال تک وہاں کے نامور اساتذہ حضرت مولانا صدیق احمد صاحب جموئی مولانا مفتی یحییٰ صاحب سہارنپوری، مولانا عبد العزیز رائے پوری رحمھم اللہ سے منطق وفلسفہ اور دوسرے علوم متداولہ کی درسی کتابیں پڑھیں، ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں سند فراغت پائی، شوال میں دارالافتاء میں داخل ہوئے، اور ڈیڑھ سال بعد معین مفتی بنائے گئے، فراغت کے بعد آپ نے حفظ قرآن شیخ محمود عبدالوہاب مصری سے کیا، جو ان دنوں جامعہ ازہر قاہرہ کی طرف سے دارالعلوم میں مبعوث تھے۔

تدریسی زندگی کا آغاز دارالعلوم اشرفیہ راندیر سے ہوا، ۱۳۸۲ھ سے ۱۳۹۳ھ تقریباً نو سال درس نظامیہ کی اعلیٰ نصابی کتابیں پڑھائیں، یہاں آپ نے تفسیر، عقائد، اصول تفسیر، فقہ اور اصول فقہ کی منتہی کتابوں کا درس دیا، تصنیف وتالیف کا آغاز بھی وہیں سے ہوا، چنانچہ داڑھی اور انبیاء کی سنتیں، حرمت مصاہرت، العون الکبیر وغیرہ اسی دور کی یادگار ہیں، ۷؍رجب ۱۳۹۳ھ کی مجلسِ شوریٰ کے ایک فیصلہ کے مطابق بحیثیت استاذ دارالعلوم دیوبند میں آپ کی تقرری عمل میں آئی، اللہ کے فضل اور اپنی محنت کی بدولت آپ مسلسل ترقی کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کے زمانہ ۲۰۰۸ء مطابق ۱۴۲۹ھ میں بخاری شریف جلد اول کا درس بھی آپ سے متعلق ہوا اور آپ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے، آپ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد چھیالیس ہے، جس میں تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی کی آٹھ جلدیں اور تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری کی بارہ جلدیں شامل ہیں، صدر جمہوریہ ہند پرتیبھا دیوی سنگھ پاٹل نے آپ کو عربی میں علمی شغف اور مسلمہ قابلیت کے لئے ۱۹/ جون ۲۰۱۲ء کو ایوارڈ سے نوازا تھا۔ تصوف کے رموز آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اور مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمھم اللہ سے سیکھے اور حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت بیعت پائی، تین بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی، پہلا حج ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں اور آخری حج ۱۹۹۰ء میں وزارت حج و اوقاف سعودی عرب کی دعوت پر کیا، ۱۴۱۴ھ میں ایک سفر عمرہ کا بھی آپ نے کیا، آپ کا فیض علمی ہندوستان ہی نہیں دنیا کے بیشتر ملکوں میں شاگردوں کے ذریعہ پہونچا، خود آپ بھی رمضان میں محاضرات کے لئے کناڈا اور برطانیہ خصوصیت کے ساتھ بلائے جاتے تھے، گزشتہ رمضان بھی آپ نے لندن میں گذارا تھا اور آپ کی تقریروں سے مسلمانوں کی بڑی تعداد مستفیض ہوتی تھی، لندن کی مختلف مجلسوں میں میں بھی شریک ہوا کرتا تھا۔

میری پہلی باقاعدہ ملاقات حضرت مفتی صاحب سے صدسالہ کے سال ان کے گھر پر ہوئی، یہ میرا جلالین کا سال تھا یعنی عربی ششم کا، اور میں اپنی پہلی تصنیف ''فضلائے دارالعلوم اوران کی قرآنی خدمات'' کے لئے مواد جمع کر رہا تھا، حضرت کی تفسیر ہدایت القرآن کے نام سے اس زمانہ میں قسط وار چھپ رہی تھی، میں حضرت کے پاس بعد نماز عصر پہونچ گیا اور ان کی زندگی اور تفسیر سے متعلق تفصیلی انٹرویو لیا، جس کا ایک حصہ میری کتاب فضلائے دارالعلوم اوران کی قرآنی خدمات میں شامل ہے، مجھے یاد ہے کہ جب میں نے حضرت سے دریافت کیا کہ بہت ساری تفسیر کی موجودگی میں آپ کو اس کام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، فرمایا کہ ''پاگل پن ہے'' میں خاموش ہوگیا کہنے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ قرآن کریم کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے، میں سوچتا ہوں کہ کوئی خاص بات اللہ تعالیٰ اس کام کی وجہ سے میرے دل میں بھی ڈال دے گا، پھر فرمایا کہ اس تفسیر کا آغاز مولانا کاشف الہاشمی نے کیا تھا، مکتبہ حجاز لیتے وقت اس تفسیر کی تکمیل کا وعدہ میں نے کیا تھا اسی کو نبھا رہا ہوں۔

حضرت مفتی صاحب سے میرے تعلقات دورۂ حدیث کے نتیجہ امتحان آنے کے بعد شروع ہوئے، دورہ میں میری جب پوزیشن آ گئی تو حضرت کی توجہ میری طرف مبذول ہوئی، دورۂ حدیث کی بیشتر کتابیں میں نے کیمپ کے زمانہ میں حضرت سے ہی مدنی مسجد میں پڑھی تھیں، اور تقریریں بھی نقل کی تھیں، دارالعلوم بند تھا اور کیمپ میں دورہ کی اکثر کتابیں حضرت ہی کے زیر درس تھیں، بعد میں بخاری شریف حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب پڑھانے لگے تھے۔ دورہ سے فراغت کے بعد جب میں نے افتاء میں داخلہ لیا تو حضرت ہی اس شعبہ کے ذمہ دار تھے، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سفر حج پر چلے گئے تھے، چنانچہ داخلہ کی کارروائی حضرت نے ہی مکمل کرائی، داخلہ سے پہلے ہی حکم دیا کہ شامی کی پہلی جلد، طحطاوی علی المراقی اور فتاویٰ رشیدیہ اپنے اپنے پیسوں سے خرید لاؤ، حکم کی تعمیل کی گئی، پھر فرمایا کہ کتاب کے صفحات الٹنا سیکھو، تم لوگ مدرسہ کی کتابوں کی جلد الٹ الٹ کر توڑ دیتے ہو، پھر کھول کر دکھایا کہ اس طرح کتاب کھولنے سے جلد نہیں ٹوٹتی ہے، پہلے سبق میں تین نصیحتیں بھی کیں، ایک یہ کہ اگر فتویٰ تم کو لکھنا ہو تو سوال اپنے قلم سے کبھی نہیں لکھنا، جواب ہمیشہ مستفتی کے سوال والے کاغذ سے ہی شروع کرنا، چاہے ایک سطر ہی اس کاغذ پر آئے، تاکہ کوئی بدل نہ سکے، دوسطروں یا الفاظ کے بیچ میں اتنا فاصلہ نہ چھوڑنا کہ کوئی اضافہ کر سکے، یہ تینوں نصیحتیں آج تک کام آ رہی ہیں، پھر فرمایا دستخط صاف صاف کرنا، اس لئے کہ فتویٰ کی اہمیت مفتی کی شناخت سے ہوتی ہے، پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ دستخط کا ٹیڑھا پن مزاج کے ٹیڑھے پن کو بتاتا ہے۔

افتاء کے سال ہی میں نے حضرت کی تقریر ترمذی سترہ سو صفحات میں نقل کیا، مفتی رشید احمد لینیسیا جنوبی افریقہ ان تقریروں کو ٹیپ کرتے اور میں رات کو کیسیٹ کی مدد سے نقل کرتا، بعد میں مفتی رشید احمد نے وہ ٹیپ ریکارڈر مجھے ہدیہ کر دیا جو آج بھی میرے پاس موجود ہے، میں نے وہ تمام نقل شدہ صفحات نظر ثانی کے لئے حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا تھا، حضرت کی رائے تھی کہ میں ایک بار پھر ترمذی شریف ان سے پڑھوں، تقریریں قلم بند کروں اور دونوں کو ملا کر ایک مسودہ تیار کروں، حضرت کی نظر ثانی کے بعد اسے شائع کیا جائے، حضرت کی تجویز یہ بھی تھی کہ میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی سے دیوبند آ جاؤں، بال بچوں کے ساتھ نان ونفقہ حضرت نے اپنے ذمہ لینے کی بات بھی کہی، لیکن اسی زمانہ میں حضرت کے بڑے صاحبزادہ کا ایک حادثہ میں انتقال ہوگیا، حضرت پر اس کا زبردست اثر رہا اور بات آئی گئی، ہوگئی، بعد میں حضرت کی تقریری افادات پر مشتمل تحفۃ الالمعی سامنے آئی۔

حضرت نے میری کئی کتابوں کی حرفاً حرفاً تصحیح کی ''دین کی دعوت کا آسان طریقہ'' جب میں نے لکھا تو حضرت نے ایک ایک سطر پڑھا، ذیلی عناوین لگائے، پیش لفظ لکھا اور ضروری حذف واضافہ کیا، حضرت کے قلم کی یہ تصحیح آج بھی بطور تبرک نورار دو لائبریری حسن پور گنگھٹی بکساما مہوا ویشالی میں موجود ہے۔

میں نے جب آثار السنن پر تفہیم السنن کے نام سے کام شروع کیا تو شروع کے چند صفحات ان کے پاس لے گیا، فرمایا کتاب لکھنے کے لئے یہ طے کرنا چاہیے کہ یہ کتاب کس کے لئے لکھی جا رہی ہے، میں نے کہا کہ سوچتا ہوں، طلبہ، اساتذہ سب کے لئے مفید ہو، فرمایا: تب ٹھیک ہے، کتاب تیار ہوئی، پہلی جلد چھپ گئی، حضرت کی خدمت میں پیش کیا، تو اپنی تپائی پر رکھ لیا، چھ ماہ بعد میرا دیوبند جانا ہوا تو کتاب وہیں پر رکھی ہوئی تھی، کہنے لگے قیلولہ کے وقت اسے پڑھتا ہوں، پھر فرمایا کہ تحویل قبلہ کی بحث اس میں بہت اچھی آئی ہے، رطب ویابس سے پرہیز کیا ہے، اچھا کیا، پھر ایک دوسری جگہ نکالی اور فرمایا کہ یہ تعبیر صحیح نہیں ہے، پھول چڑھانا ہر حال میں امر تعبدی کے لئے استعمال ہوتا ہے، یہاں پر پھول ڈالنا لکھنا چاہیے، حضرت اپنی ساری مشغولیت کے باوجود اتنی باریک نگاہی سے ہم جیسے شاگردوں کی تحریروں کو پڑھ کر اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ تفہیم السنن جلد ثانی پر آپ نے ایک وقیع مقدمہ لکھا، جو شامل کتاب ہے۔

میں جن دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں تھا، مدرسہ نے پچھتر سال پورے کر لئے تو ڈائمنڈ جوبلی کے طور پر ایک تقریب کے انعقاد کا فیصلہ ہوا، اس تقریب میں شرکت کے لئے دعوت کی غرض سے حضرت کی خدمت میں میری حاضری ہوئی، حضرت ان دنوں حجۃ اللہ البالغہ کی شرح رحمۃ اللہ الواسعۃ لکھنے میں مشغول تھے، میری دعوت پر فرمایا کہ نہیں جاؤں گا، ایک گھنٹہ تقریر ہوگی، تین دن سفر میں جائے گا اور شرح کا کام رک جائے گا، اس جواب نے مجھے مایوس کیا، میرے دیوبند کے ہر سفر میں حضرت کا معمول تھا کہ ایک وقت دعوت کرتے تھے، ایک سفر سے دوسرے سفر تک جتنی کتابیں حضرت کی چھپی ہوتیں وہ سب ہدیہ کرتے، پھر ایک لفافہ بھی دیتے جس میں سفر خرچ کے طور پر کچھ رقم ہوتی، چلنے لگا تو فرمایا کہ کل دن کے کھانے پر آ جانا، میں نے بجھے دل سے کہا کہ ٹھیک ہے، اگلے دن کھانے پر حاضری ہوئی تو کہنے لگے ایک شرط پر میں تمہارے یہاں جاؤں گا، میں نے فوراً کہا کہ حضرت! استاذ شاگرد میں شرط نہیں چلے گی، آپ جو کہیں گے وہ میں کروں گا، آپ جائیں یا نہ جائیں، فرمایا کہ حجۃ اللہ البالغہ کے جتنے قلمی نسخے پائے جاتے ہیں اس کی فوٹو کاپی میں نے حاصل کر لی ہے، صرف خدا بخش والا نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے، میں نے وہاں کے کئی ذمہ داروں کو لکھا، لیکن کامیابی نہیں ملی، تم یہ نسخہ اوپر کرو، میں آؤں گا، میں نے کہا کہ کوشش کروں گا، چنانچہ بڑی کوشش کے بعد میں نے اس نسخہ کی مائیکرو فلم حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی، حضرت کی خدمت میں بھیجا، بڑی دعائیں ملیں، حضرت پروگرام میں تشریف لائے، ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرمائی، (بقیہ صفحہ ۵ پر)

کتابوں کی دنیا : مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

البیعة فی عهد النبوة۔ دراسة علمیه

زیر تبصرہ کتاب ''البیعۃ فی عہد النبو ۃ۔ دراسۃ علمیہ'' دراصل مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر کی عالمانہ ومحققانہ اردو کتاب ''بیعت عہد نبویؐ میں'' کا عربی ترجمہ ہے، جس کو دہلی یونیورسیٹی کے شعبہ عربی کے محقق اور عربی واردو زبان کے رمز شناس ادیب مولانا محمد نوشاد نوری قاسمی نے عربی قالب میں ڈھالا ہے، ان کو اردو کی طرح عربی لکھنے کا اچھا ملکہ ہے اس کتاب کے ترجمہ سے عربی زبان وادب پر ان کی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے، مترجم نے اس عربی کتاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی اردو کتاب کی روح کھینچ دی ہے اور اپنی تشریحات سے اس کو نہایت واضح، روشن مدلل اور دلنشیں بنا دیا ہے، اس کے پڑھنے کے بعد کسی سلیم الفطرت انسان کے دل میں بیعت کے متعلق کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ سکتا، اور وہ اس حقیقت کو ماننے پر مجبور ہوگا کہ بیعت در حقیقت سنت رسولؐ ہے، لائق مترجم کی تحریر کی شگفتگی اور طریقہ ادا کی رعنائی بھی قابل رشک ہے بلا شبہ انہوں نے یہ کتاب عربی قالب میں ڈھال کر ایک بڑا مذہبی اور علمی فریضہ انجام دیا ہے، جس کے لئے وہ ہماری طرف سے شکریے کے مستحق ہیں، یہ کتاب عوام سے زیادہ خواص اور اہل علم کے مطالعہ کے لائق ہے۔ حضرت امیر شریعت نے اس کتاب میں موثر علمی انداز میں بیعت کی شرعی اہمیت کو نہایت سلیس وشگفتہ زبان اور دلآویز پیرایہ میں بیان کیا ہے، اور اس کے ذریعہ تعلیم یافتہ اصحاب کے شکوک وشبہات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے، آپ خود بھی صاحب نسبت وطریقت بزرگ ہیں، آپ کا خاندان پشتوں سے علم وعرفان اور رشد وہدایت کا گہوارہ رہا ہے، اس حیثیت سے بھی آپ کے اندر سینہ بہ سینہ علمی نکات بھی منتقل ہوتے رہے ہیں، مجھے خوشی ہے کہ مترجم کتاب نے عربی رنگ وآہنگ میں ڈھال کر عالم عرب کے لئے استفادہ کا موقع فراہم کر دیا، شروع میں حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی سابق مفتی دار العلوم دیو بند کا فاضلانہ مقدمہ ہے جس میں انہوں نے امیر شریعت مدظلہ کی سیرت واخلاق اور اصلاحی وتربیتی خدمات کی ایک جھلک پیش کی ہے، دوسرا مقدمہ مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم وقف دیو بند کا ہے جس میں انہوں نے اپنے مرشد حضرت امیر شریعت کے علم وفن اور روحانی فیوض وبرکات قلمبند کئے اور لکھا کہ میری کئی سال سے دلی تمنا تھی کہ حضرت کے علوم وافکار کو عربی زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ عربی داں طبقہ بھی ان سے مستفیض ہو، یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کے لئے میں مترجم کو مبارکباد دیتا ہوں، کتاب پر مترجم کتاب کا بھی ایک مفصل پیش لفظ ہے جس میں انہوں نے مصنف کتاب حضرت امیر شریعت مدظلہ کی حیات وخدمات اور ان کے دینی وعلمی کارناموں پر مختصر مگر نہایت جامع روشنی ڈالی جس سے ان کی شخصیت کے خدوخال پورے طور پر نکھر کر سامنے آجاتے ہیں، اس طرح یہ کتاب مجموعی طور پر ایک قابل قدر پیش کش ہے، مجھے یہ کتاب امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی کے توسط سے دستیاب ہوئی، اور پہلی نظر میں جو تاثرات ونقوش ابھر کر سامنے آئے اس کو فوری طور پر سادہ انداز میں پیش کر دیا، کتاب کی طباعت اور کاغذ عمدہ ہے، سرورق سے پس ورق تک دیدہ زیب ہے، ۱۲۵؍صفحات پر مشتمل یہ کتاب تین ابواب پر محیط ہے، باب اول میں بیعت کی حقیقت ومشروعیت پر بحث کی گئی ہے، دوسرے باب میں بیعت کی اہمیت اور اس کی قسموں کا تذکرہ ہے اور تیسرے باب میں بیعت کے احکام پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور ہر باب کو آیات ومستند احادیث سے مدلل کیا گیا، کتاب مرکزی پبلیکیشنز جوگابائی جامعہ نگر اوکھلا نئی دہلی سے طبع ہوئی ہے، قیمت درج نہیں ہے، جس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی حکمت اور حسن تدبیر سے مترجم سے حاصل کر سکتے ہیں، یقین مانئے آپ کو اس کتاب کے مطالعہ سے زندگی گذارنے کی سمت متعین کرنے میں مدد ملے گی۔

بقیہ صفحہ۴......... واپسی میں میرے کہنے پر میرے قائم کردہ مدرسہ معہد العلوم الاسلامیہ چک چمیلی سرائے ویشالی بھی تشریف لے گئے، وہ زمانہ بالکل ابتدائی تھا، مدرسہ میں بیت الخلاء اور پیشاب خانہ بھی نہیں بنا ہوا تھا، حضرت نے خفگی کا اظہار کیا، میں نے حضرت کے جانے کے بعد پہلی فرصت میں اس کام کو کرایا۔

رحمۃ اللہ الواسعۃ مکمل ہوئی، اس کی پہلی جلد چھپ کر آئی تو اس میں حضرت نے میری اس خدمت کا ذکر کیا، جو میرے لئے باعثِ سعادت اور سند ہے، آج جبکہ علمی استحصال کا عام مزاج بن گیا ہے، لوگ پوری پوری تصنیفات دوسروں کی اپنے نام سے چھپوا دے رہے ہیں، حضرت کا یہ عمل لائق تقلید بھی ہے اور قابل تحسین بھی۔

افتاء کے سال میں میرا حضرت کے گھر اندرون کوٹلہ دیو بند بہت جانا ہوتا تھا، حضرت مطالعہ میں مشغول ہوتے اور ہم لوگ بھی ان کی لائبریری سے استفادہ کرتے، حضرت کثیر العیال تھے، لیکن کبھی بھی بچوں کے رونے کی آواز گھر سے نہیں آتی تھی، میں نے کہا کہ حضرت ہم لوگوں کے یہاں تو بچے رو رو کر جان عاجز کر دیتے ہیں، یہاں کوئی آواز ہی نہیں آتی، کہنے لگے نظام الاوقات ایسا بنا ہوا ہے کہ چھوٹا بچہ ہمیشہ گود میں ہی رہتا ہے، پھر کیوں روئے گا، فرمایا: اسی لئے میں مہمانوں تک کو کہہ دیتا ہوں کہ میرے یہاں دن کے کھانے کا وقت اتنے بجے اور رات کے کھانے کا وقت اتنے بجے ہے، اس کی پابندی ضروری ہے، فرمایا کہ وقتی طور پر یہ بات ذرا گراں گزرتی ہے، لیکن اگر اس کے خلاف ہو تو میرا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

گھریلو زندگی میں بھی بیوی بچوں کی بڑی رعایت کرتے تھے، ان کی تعلیم کے لئے دار العلوم دیو بند کے اچھے طلبہ کو اتالیق رکھتے تھے اور اپنی نگرانی میں ان سے پڑھوایا کرتے تھے، مولانا خورشید احمد گیاوی اور مولانا اشتیاق احمد صاحب استاذ دار العلوم دیو بند بھی حضرت کے بچوں کے اتالیق رہے اور پڑھانے کی تربیت حضرت کی زیر نگرانی حاصل کی، آج یہ دونوں دار العلوم دیو بند کے کامیاب ترین استاذ ہیں۔

عید میں تو میں گھر چلا آتا تھا، لیکن پورے دور طالب علمی میں عید الاضحیٰ دیو بند میں ہی گزارتا رہا، ایک سال ہم لوگ قربانی کے دن حضرت کے گھر پہونچے، حضرت نے روٹی کلیجی سے ضیافت فرمائی، ہم کئی لوگ تھے، ظاہر ہے کلیجی کی مقدار ہی کیا ہوتی ہے، حضرت نے صاحب زادہ سے کہا کہ اماں سے پوچھو، ہم لوگوں کے حصہ میں اور ہے؟ گھر سے جواب آیا نہیں، اب آپ لوگوں کے حصہ کا نہیں ہے، فرمایا: خصی بچے پالتے ہیں اور کلیجی سب بڑے اُڑا ڈالتے ہیں، اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ بچے محروم نہ رہیں، کیوں کہ ان کا بھی حق اور حصہ ہے۔

پھر فرمایا کہ گھر کی عورتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے، ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ خالی کٹورا بار بار اندر بھیجتے رہتے ہیں، عورتیں اپنے حصے کا بھی جو تھوڑا بہت رہتا ہے، بھیج دیتی ہیں، اور ان کی قسمت میں دیگچی پوچھنا ہی آتا ہے، یہ زیادتی ہے، سالن جتنا لائے ہو تمہارے علم میں ہے، پھر بار بار خالی برتن کیوں بھیجتے ہو، ختم ہو گیا تو ہو گیا، عورتوں کو محروم نہ کرو یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔ ایک بقرعید کے موقع سے دیکھا کہ کباب خود ہی لگا رہے ہیں، ہم لوگ بھی جا پہونچے تو کچھ سیخ ہم لوگوں کو دیتے اور کچھ اپنے بچوں سے کہتے کہ اماں کو دے آؤ۔

اہلیہ نے ان کا بڑا ساتھ دیا ان کے انتقال سے حضرت ٹوٹ کر رہ گئے تھے، دو جوان بچوں کا جنازہ بھی انہیں اٹھانا پڑا، جو ان کی صحت کو کھوکھلا کر گیا، لیکن راضی برضاء الٰہی کے قائل بھی تھے اور عامل بھی، اس لئے آگ اندر اندر سلگتی تھی، لیکن اس کی تپش دوسرے یا تو محسوس نہیں کرتے تھے یا کم کرتے تھے۔

حضرت کی محبت وشفقت کا دائرہ مجھ ہی تک نہیں میرے متعلقین تک پھیلا ہوا تھا، میرے عزیز شاگرد ہیں اظہار الحق قاسمی جب دار العلوم میں زیر تعلیم تھے، ایک بار میں نے تعارف کرا دیا تو وہ آخری دم تک توجہ اور شفقت کے مستحق ہو گئے، میرے دولڑ کے محمد نظر الہدیٰ قاسمی اور ظفر الہدیٰ قاسمی کا بھی وہ خیال رکھتے تھے، پہلی بار جب ان دونوں کو ملانے لے گیا تو ظفر الہدیٰ رومال سے داڑھی ڈھانپے ہوئے تھے فرمایا کہ اس طرح داڑھی وہ لپیٹتا ہے جو داڑھی کاٹتا ہے، ظفر الہدیٰ نے جلدی سے رومال ہٹایا تب انہیں یقین ہوا کہ معاملہ گڑبڑ نہیں ہے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خصوصیات میں ان کا تحقیقی ذوق، نظام الاوقات کی پابندی، علمی کاموں میں انہماک، صاف صاف اپنی باتیں کہہ گذرنا اور بلاخوف لومۃ لائم کہنا قابل ذکر ہیں، صدسالہ کے سال الہ آباد کے ایک بزرگ دیو بند تشریف لائے، حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پانچ روپے اجلاس صد سالہ کے لئے دیا ہے، اور صبح جب میں اٹھا تو بعینہ وہ نوٹ تکیہ کے نیچے موجود تھا، حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دار الحدیث میں ان کے استقبال میں جلسہ کیا اور فرمایا کہ موصوف صاحب نسبت بھی ہیں، اور اہل دل بھی، پھر فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ بھی دے سکتی تھیں، لیکن پانچ روپے دینے کا مطلب ہے کہ امت کا غریب سے غریب شخص بھی اس اجلاس کے مالی تعاون میں حصہ لے سکے، پھر جو پانچ روپے کی بارش شروع ہوئی تو کئی ہزار روپے جمع ہو گئے، اور مہینوں یہ سلسلہ جاری رہا، میں خود اس مجلس میں شریک تھا، حضرت مفتی سعید احمد پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے، وہ اجلاس کے بعد اٹھ کر کتب خانہ چلے گئے، رات بھر تعبیر خواب کی کتابوں کو کھنگالتے رہے، اور بالآخر صبح دم اس نتیجے پر پہونچے کہ خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روپے دے تو سکتی ہیں، لیکن وہ روپے بیدار ہونے کے بعد سرہانے موجود رہیں یہ صحیح نہیں ہے، انہوں نے تمام حوالہ جات کے ساتھ یہ بات حضرت مہتمم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھدی، حضرت نے سکوت اختیار کیا۔

مباحث فقہیہ اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے سیمیناروں میں بھی ان کا فقہی نقطۂ نظر سامنے آتا تھا، جو ان کے گہرے مطالعہ اور فقہی جزئیات پر ان کی باریک نگاہی کا مظہر ہوتا، امداد الفتاوی پر ان کا قیمتی حاشیہ بھی ان کی فقہی بصیرت کا آئینہ دار ہے، بعض موقعوں سے تو یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ تجویز تیار ہو گئی، خواندگی ہو رہی ہے کہ حضرت پہونچ گئے، اب جو حضرت نے گفتگو شروع کی، حوالہ جات منگوائے گئے تو وہ بنیاد ہی ڈھہ گئی جس پر تجویز کی عمارت کھڑی کی گئی تھی، ایک موقع سے جب دہلی میں جمعیتِ علماء نے تحفظ ختم نبوت کا اجلاس منعقد کیا تو ایک صاحب نے قادیانیوں کے کفر سے متعلق تجویز کی خواندگی کی، اناؤنسر نے تجویز کی تائید کے لئے حضرت مفتی صاحب کا نام پکارا، حضرت نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کا فرمان ہے، اس کی تائید بندہ کیا کرے گا، اس کے بعد جو حضرت نے قرآن وحدیث کے حوالے سے اس پر گفتگو شروع کی تو مجمع عش عش کر رہا تھا۔

اس موقع پر حضرت کے بعض ملفوظات کا ذکر کرنا افادہ سے خالی نہیں، فرمایا: تمہارے دشمن بازار میں تمہارا مذاق اڑائیں اس سے بہتر ہے کہ دوستوں کے ذریعہ تمہاری اصلاح ہو جائے، فرمایا کرتے کہ بہت سے لڑکے مدرسے میں۔ پڑھنے کے لئے آجاتے ہیں علم پڑھنے سے آتا ہے پڑنے سے نہیں، دس سال مسلسل پڑھو گے تو دس سال کے بعد کتاب سے علم نکلتا ہوا دکھائی دے گا، اس قسم کے بہت سارے ملفوظات ہیں، جن کو جمع کر دیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو جائے، اس مختصر سے مضمون میں ان سب کے ذکر کی نہ تو گنجائش ہے اور نہ ہی موقع۔

حضرت کی شخصیت ہمہ جہت تھی، لیکن ان کا اصل میدان تدریس تھا، واقعہ یہ ہے کہ تدریسی کتابوں کے متن کی ایسی تشریح جو طلبہ کے ذہن ودماغ کو روشن کر دے، ان کی تدریس کی اہم خصوصیت تھی، ان کی نگاہ متون کی شروحات، حواشی اور بین السطور تک پر رہتی ان کا مطالعہ قدیم وجدید کتابوں تک پھیلا ہوا تھا، اسی وجہ سے ان کا درس دار العلوم میں مقبول ترین تھا اور بہت کا اہل طالب علم بھی ان کے درس میں بیٹھنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا تھا۔

حدیث میں آتا ہے کہ قرب قیامت علم اٹھ جائے گا، مطلب یہ بیان کیا گیا کہ اہل علم اٹھتے جائیں گے، جس تیزی سے اہل علم اٹھتے جا رہے ہیں اس سے تو ایسا ہی لگتا ہے کہ قیامت قریب ہے، اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائیں، سیئات سے درگذر کریں، اور پس ماندگان کو صبر جمیل بخشیں، شاعر کے اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

ستارے ٹوٹتے رہتے ہیں شب وروز

غضب تو یہ ہے کہ اب آفتاب ٹوٹا ہے

روزافزوں جرائم: مسئلہ اور حل

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں دو چیزیں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں، ایک گرانی، اور دوسرے جرائم، حد یہ ہے کہ جو لوگ نفرت کی آگ لگانے اور شعلہ بھڑکانے میں قیادت کے منصب پر فائز ہیں اور جرائم پیشہ لوگوں کو ان کا خصوصی سایہ عاطفت حاصل ہے، ان کا بھیئ پیمانہ صبر لبریز ہو رہا ہے، چنانچہ ایک لیڈر اور ملک کے سابق وزیر داخلہ نے بھی جرائم کے بڑھتے ہوئے رجحان پر سخت تشویش ظاہر کی ہے، انہوں نے اپنی اس رائے کا بھی اظہار کیا کہ جبری عصمت ریزی کے مجرم کو پھانسی کی سزا دی جانی چاہئے، اسکولوں اور مخلوط تعلیم گاہوں میں لڑکیوں کے ساتھ زیادتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پس منظر میں دہلی کی سابق بی جے پی گورنمنٹ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسکرٹ کے بجائے یونیفارم میں شرٹ، شلوار، دوپٹہ لازم قرار دیا جانا چاہئے، ایک افسوس ناک بات یہ ہے کہ اب مذہبی شخصیتوں کا بھی جرائم کی دنیا میں نام آرہا ہے، دراصل گذشتہ چند سالوں سے ملک اور ملک کے بڑے بڑے شہروں میں جرائم کے اعداد و شمار کی جو تفصیلات سامنے آرہی ہیں، اس نے ہر شخص کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ کس طرح جرائم کی روک تھام کی جائے، اور ان حضرات نے اس روک تھام کے لئے جن تدابیر کا ذکر کیا ہے وہ دراصل اسلام کے تصور جرم و سزا اور طریقہ اصلاح کا خاموش اعتراف ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس سماج میں پیدا ہوئے وہ نہایت جرائم پیشہ سماج تھا، چوری، ڈاکہ زنی قتل ناحق، دختر کشی، اخلاقی اور سماجی برائیاں، کون سے جرائم تھے جو وہاں کثرت سے نہ ہوتے تھے، شراب جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، وہ لوگوں کی گھٹی میں پڑی تھی، زمانہ جاہلیت میں شراب کے قریب سو نام ملتے ہیں، اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کم سے کم سو قسم کی شراب اس زمانے میں پائی جاتی تھی، قتل و غارت گری اور ڈاکہ زنی کا حال یہ تھا کہ لوگ قافلہ کے بغیر تنہا ایک دو آدمی سفر کے لئے نہیں نکلتے تھے کہ اس کے بغیر بہ سلامت واپس آنے کی امید ہی نہیں رہتی تھی، بدکاری کا حال یہ تھا کہ لوگ اس بات کو بھی درست سمجھتے تھے کہ اچھی نسل حاصل کرنے کے لئے اپنی بیوی کو دوسرے مرد کے پاس بھیجا جائے اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک عورت سے کئی مرد ہم آغوش ہوتے اور جب بچہ ہوتا تو قیافہ شناس سے نسب کی شناخت کرواتے، اس کو ''نکاح رہط'' کہا جاتا تھا۔ (بخاری ج ۲/ ۷۶۹) بے حیائی اور فحاشی عروج پر تھی کہ لوگ اپنی بدکرداریوں کو لکھ کر غلاف کعبہ سے آویزاں کر دیتے تھے، اور بے تکلف اشعار میں اس کا ذکر کرتے تھے، جنگ و جدال تو گویا ان کی طبیعت ثانیہ تھی اور معمولی واقعات پر مدتوں، بلکہ نسلوں معرکہ آرائی ہوتی رہتی تھی۔

ان حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جرم و گناہ کے اس جنگل کو صدق و صفا اور محبت و وفا کی بستی بنا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تین طریقے اختیار کئے، اول دلوں کا تزکیہ اور لوگوں کی فکر اور سوچ میں انقلاب، دوسرے ان اسباب و محرکات کا سد باب جو جرم میں معاون ہوتے ہیں۔ تیسرے سنگین جرائم پر سخت سزائیں، یہی طریق کار تھا جس نے جرائم کے خوگر عرب سماج کی حالت بدل دی اور انسانیت کے قاتلوں کو انسانیت کا محافظ اور نگہبان بنا کر کھڑا کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس بات کی کوشش کی کہ دلوں کی دنیا میں انقلاب لایا جائے، دل میں خدا کا ایسا خوف بٹھایا جائے اور آخرت کی جواب دہی کا ایسا احساس جاگزیں کیا جائے کہ انسان جیتے جی موت کے بعد کی زندگی کو دیکھنے لگے، آخرت سے پہلے ہی آخرت اس کے سامنے آجائے، وہ محسوس کرے کہ گویا وہ خدا کے سامنے کھڑا ہے، یہی انقلاب تھا جس کے نتیجہ میں صحابہ کرام معمولی سے معمولی گناہوں پر تڑپ اٹھتے تھے، اور بے چین ہو جاتے تھے۔

کتب احادیث میں ایک صحابہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک صحابیہ حضرت غامدیہؓ کا ذکر آتا ہے، از راہ بشریت ان سے برائی کا صدور ہوگیا، ان کی غلطی کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی زبان نے ٹوکا، نہ کسی مدعی نے ان کے خلاف بارگاہ نبویؐ میں دعویٰ کیا، لیکن احساس گناہ نے ان کے زندہ اور صاحب ایمان ضمیر کو ایسا تڑپا دیا کہ از خود دربار نبوی میں حاضر ہوئے، اور یہ جانتے ہوئے کہ اس جرم کی سزا نہایت ہی سخت اور عبرت انگیز ہے، اعتراف جرم فرمایا، یہ احساس اتنا شدید تھا کہ یہ بھی نہیں فرمایا کہ مجھ سے فلاں برائی ہوئی ہے، بلکہ عرض کیا، انی ملکت یارسول اللہ (اللہ کے رسول! میں تو لٹ گیا، میں ہلاک و برباد ہوگیا) گویا کسی گناہ کے صدور کو اپنے لئے سب سے بڑی ہلاکت اور بربادی کی بات سمجھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار چہرہ پھیرا اور ایسا عنوان اختیار فرمایا کہ ان کو اپنے اعتراف کی تعبیر و توجیہ اور انکار کا موقع میسر آجائے، لیکن وہ بار بار یہی کہتے کہ مجھے پاک فرما دیجئے، یہاں تک کہ ان پر شرعی حد نافذ فرمائی، یہی وجہ ہے کہ پورے عہد نبوت میں ایسے جرائم جن پر حد شرعی مقرر ہے، کے صرف چھ سات واقعات ملتے ہیں۔ انسانی ضمیر کے بیدار کرنے اور جرم کی شناعت کو ذہن میں بٹھانے کے لئے آپ لوگوں کی نفسیات کے مطابق ان کی تفہیم فرمایا کرتے تھے، ایک صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ اور گناہوں سے تو باز آسکتا ہے، لیکن زنا سے باز نہیں آسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اگر کوئی تمہاری ماں سے بدکاری کرے تو کیا تم اس کو پسند کروگے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا، آپؐ اسی طرح بہن، بیوی، بیٹی کے بارے میں دریافت کرتے رہے اور وہ کہتے گئے کہ میں ایسا بالکل پسند نہیں کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس عورت کے ساتھ بدکاری کروگے وہ بھی تو کسی کی ماں، بیوی، بہن یا بیٹی ہوگی، ان کی سمجھ میں بات آگئی اور وہ تائب ہوگئے۔

عام طور پر مجرمانہ واقعات مال و زر کے حصول کے لئے پیش آتے ہیں، مال کی بے وقعتی اور دنیا کی بے ثباتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ذہن میں اس درجہ بٹھا دی تھی کہ وہ دوسروں کا مال لینے سے خوب اجتناب کرتے تھے، جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ تشریف لے جاتے جہاں آسائش و آرائش کے اسباب نظر آتے اور عیش و مستی کا سامان ہوتا تو فرماتے کہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے، جو بے پناہ اور لافانی ہے، ''لاعیش الاعیش الآخرۃ'' اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کو تعلیم دیتے کہ جب اسباب دنیا پر دل رٖیجھنے اور طبیعت مچلنے لگے تو آخرت کے سامان عیش کو یاد کرلیں، اس سے نفس کو حرص و طمع کا علاج ہو جائے گا۔

ایک صاحب کا مقدمہ خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا، گواہان نہیں تھے، اس لئے فریقین کا بیان سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کے حق میں فیصلہ فرمایا، پھر فرمایا کہ ممکن ہے کہ میں تمہاری چرب زبانی سے متاثر ہو کر تمہارے حق میں فیصلہ کر دیا ہو، حالانکہ فی الحقیقت وہ زمین تمہاری نہ ہو، تو اگر ایسا ہو تو یہ تمہارے حق میں زمین کا نہیں جہنم کا ٹکڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی تھی کہ وہ صاحب زمین سے دستبردار ہوگئے اور دوسرے فریق نے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر آپ نے وہ زمین دونوں میں نصف نصف تقسیم فرمائی، اس لئے جب تک دل کی دنیا نہ بدلے اور بنیادی فکر اور سوچ میں انقلاب نہ آئے، سماج کو جرائم سے پاک کرنا ممکن نہیں۔

دوسرے آپؐ نے ان راستوں کو بند کیا، جو آدمی کو گناہ تک لے جاتے ہیں، مثلاً اسلام میں زنا حرام ہے تو شریعت نے اس جرم کو روکنے کے لئے ممکنہ تدبیریں بھی اختیار کی ہیں، پردہ کا نظام قائم کیا گیا، غیر محرم خواتین کے ساتھ تنہائی کو منع فرمایا گیا، نکاح کی حوصلہ افزائی کی گئی، نکاح میں تاخیر اور تجرد کی زندگی کو آپ نے ناپسند فرمایا، فحش لٹریچر اور پوسٹرس کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی، غرض وہ تمام راہیں بند کر دی گئیں جو انسان کو اس گناہ تک لے جاتی ہوں، اس کے ساتھ جب زنا کو حرام قرار دیا گیا تو نہ جرم سے بچنا لوگوں کو دشوار ہوا اور نہ جرم سے روکنے کے لئے کوئی مہم جوئی کرنی پڑی۔

یہی حال شراب کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف شراب پینے کو حرام قرار دیا بلکہ شراب کی خرید و فروخت اور اس کی صنعت، نیز اس کے حمل و نقل کو بھی، اس طرح شراب کا حاصل کرنا ہی کار دشوار ہوگیا اگر ایسا ماحول پیدا کر دیا جائے تو جو لوگ منشیات کا رجحان رکھتے ہیں، پہلے مجبوراً منشیات سے باز آئیں گے اور پھر یہی ان کی عادت ہو جائے گی۔

جرم کو روکنے کے لئے تیسرا طریقہ قانون کا ہے، بعض انسانی طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ آپ کتنی ہی محبت کی زبان استعمال کرلیں اور نصح و ہمدردی کے ساتھ دل کے بند دروازوں پر دستک دیں، قانون کی تلوار کے سوا کوئی چیز ان کو سرخمیدہ نہیں کر پاتی، ایسے لوگوں کے لئے سخت قانون بھی ایک ضرورت ہے، اس وقت ایک رجحان یہ پیدا ہوگیا ہے کہ مجرم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ رحمدلی اور عفو و درگذر سے کام لیا جائے، اور جہاں تک ممکن ہو، ثبوت جرم کے قانون کو سخت اور سزا کے قانون کو ہلکا بنایا جائے، گویا مجرم کو دوہرا فائدہ پہونچانے کی کوشش کی جاتی ہے، اسلام کا تصور جرم و سزا یہ ہے کہ ثبوت جرم کے لئے تو مناسب شواہد کا فراہم ہونا ضروری ہے تاکہ بے قصور قصوروار نہ ٹھہرے، اور کسی کو جرم بے گناہی کی سزا ملنے نہ پائے، لیکن جب جرم ثابت ہو جائے تو سزا عبرتناک ہو، اور سزا کے نفاذ میں نرم روی اختیار نہ کی جائے، الا یہ کہ جرم کا تعلق کسی خاص انسان کے حق سے ہو اور وہ خود مجرم کو بخوشی معاف کردے، سزاؤں کے سخت ہونے کا فائدہ ماحول کی تطہیر اور عبرت انگیزی ہے، سزائیں اگر سخت نہ ہوں تو اس سے مجرم کو شہ ملتی ہے اور جرائم پسند طبیعتوں کا حوصلہ بڑھتا ہے، آج کل بڑے بڑے جرائم پر چند ہزار کے جرمانے عائد کئے جاتے ہیں، چند ماہ یا سال سزائے قید ہوتی ہے، یہ جرائم کو روکنے اور مجرمین کے حوصلے پسند کرنے کے لئے بالکل ناکافی اور غیر تشفی بخش ہیں، یہی وجہ ہے کہ مجرم سزا پانے کے بعد جرم سے بچنے کے بجائے اور بھی مہارت کے ساتھ جرم کا ارتکاب کرتا ہے، پولیس اسٹیشنوں میں ایک مجرم پر بیسیوں بار مقدمات دائر ہوتے ہیں، اور وہ تھانہ اور جیل کو ''مہمان خانہ'' باور کرنے لگتا ہے۔ سزاؤں کے نفاذ میں سختی کی وجہ سے ردعمل کے طور پر پیدا ہونے والے جرائم کا سد باب ہوتا ہے، کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی ہوئی ہو اور مجرم کو کماحقہ سزا مل جائے تو مظلوم کی تشفی ہو جاتی ہے اور آتش انتقام بجھ جاتی ہے، اگر اسے یہ احساس ہو کہ ان کے مجرم کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اسے اس کے جرم کی نسبت سزا نہیں مل پائی تو اندر ہی اندر شعلہ انتقام بھڑکتا ہے اور موقع کی تاک میں رہتا ہے اور جب بھی کوئی موقعہ ملتا ہے، قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا خیال جڑ پکڑتا ہے، اسی لئے قرآن مجید نے کہا ہے کہ قصاص یعنی مقتول کے بدلہ قاتل کو قتل کرنے میں تمہارے لئے زندگی اور حیات مضمر ہے، ''ولکم فی القصاص حیاۃ'' (بقرہ آیت ۱۷۹)

یہ حقیقت تجربات کی کسوٹی پر پرکھی ہوئی اور مہر نیم روز سے بھی زیادہ روشن ہے کہ اگر انسان کو جرائم سے پاک، محفوظ اور پر سکون سماج مطلوب ہو تو اسے ماضی کی طرف لوٹنا ہوگا اور اسی سماج اور سماج کے طریقہ اصلاح کو اپنے لئے اسوہ و نمونہ بنانا پڑے گا، جسے صحراء عرب کے بدوؤں پر پیغمبر اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ لوگوں کے مردہ ضمیر کو زندہ کرنے کی ادنیٰ سی کوشش بھی نہیں کی جارہی ہے، حکومت کی انتظامی مشنری جس کی تربیت اور ذہن سازی سرکار کا فریضہ ہے، وہ سرتا پا کرپشن میں ڈوبی ہوئی ہے، اور ظلم و جور اور بد اخلاقی کا نمونہ ہے، جرائم کے اسباب و عوامل پر تو کیا روک لگے گی، ایسے راستے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے جارہے ہیں، جو جوانوں کو جرم پر اکسائیں اور تشدد کے طریقے بتائیں۔

بد اخلاقی سکھانے اور مجرم بنانے کے لئے فلمیں ہی کیا کم تھیں کہ ٹی وی کا سیل رواں بھی گھر گھر داخل ہوا، پھر اسٹارٹ وی کی لعنت آئی، جو لوگوں کو دنیا کے کونے کونے میں پائے جانے والے مجرمانہ طریقے اور حیاسوزی کے نت نئے انداز سے روشناس کرتی ہے، سنا ہے کہ انٹرنیٹ کا جادو اور اس کا مفسدانہ استعمال ان فتنوں سے بھی ماسوا ہے، پرنٹ میڈیا میں جو اخلاق سوز مواد آرہا ہے، وہ اس کے علاوہ ہے، اب تو جرائم کی زندہ کہانیاں بھی چھپ رہی ہیں اور منہ مانگے دام بک رہی ہیں تاکہ لوگ جرم و بد اخلاقی کے نت نئے انداز سیکھ لیں اور حسب توفیق ان کا تجربہ کریں۔

تو کیا جرائم کی اتنی اثر انگیز اور وسیع الاثر تعلیم نیز ان کے لئے ممکنہ اسباب و وسائل کی فراہمی کے باوجود پر امن اور جرائم سے محفوظ سماج کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے، اور کیا رات کی تہہ در تہہ تاریکی میں سورج کی کرنیں ہاتھ آسکتی ہیں؟

لاک ڈاؤن میں امارت شرعیہ کی مختلف جہات میں خدمات

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ کورونا وائرس (Covid-19) ایک عالم گیر اور تاریخی مہلک وبا ثابت ہوا، دیگر مما لک کی طرح اس سے وطن عزیز بھارت بھی غیر معمولی طور پر متاثر ہوا، اس مرض پر قابو پانے کے لیے یکا یک پورے ملک میں لاک ڈاؤن نافذ کیا گیا، تا کہ یہ مرض ہرگزا اپنے بال و پر نہ پھیلا سکے، جس سے ایک جانب اس خطرناک وائرس سے انسانوں کی حفاظت کی فکر کی گئی تو دوسری جانب غیر متوقع طور پر ملک کا متوسط اور مزدور طبقہ مختلف پریشانیوں سے دوچار ہوا، جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ خاص کر یومیہ مزدوری کرنے والے اور خط افلاس سے نیچے زندگی گذارنے والے، فٹ پاتھ پر رہنے والے، چھوٹی چھوٹی تجارت کر کے اپنا پیٹ پالنے والے اور غریب و نادار لوگ چند ہی دنوں میں بھوک مری اور فاقہ کشی کے کگار پر پہونچ گئے، اسی طرح اپنے گھر و بار کو چھوڑ کر بڑے شہروں میں کام کرنے والے مزدوروں کی زندگیاں بے سہارا ہوگئیں اور وہ دانے دانے کے محتاج ہو گئے، لاک ڈاؤن میں وطن واپسی ان کے لیے ہزاروں سرحدوں کو پار کرنے، ستاروں پر کمند ڈالنے اور پہاڑوں کو تراش کر جوئے شیر لانے سے کچھ کم نہ تھا۔ ایک طرف انسانی زندگی کی اس مہلک وبا سے حفاظت کا سنگین مسئلہ درپیش تھا تو دوسری طرف بھوک سے دم توڑنے والوں اور پاپیادہ چلچلاتی دھوپ میں ہزاروں میل کا سفر طے کرنے والوں کا ہولناک منظر ملک میں کراہتی انسانیت کی تصویر پیش کر رہا تھا؛ ایسے پریشان کن حالات میں جن تنظیموں نے انسانی بنیاد پر ملک کے باشندوں کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، ان میں ایک اہم اور معتبر نام ملک کی صد سالہ قدیم تنظیم امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا بھی ہے جو انسانی فلاح و بہبود، خدمت خلق اور ملی و سماجی کاموں میں اپنی ابتدا سے تا حال مصیبت کی ہر گھڑی میں پیش پیش رہی ہے۔

چنانچہ امارت شرعیہ نے سب سے پہلے جس جہت میں گراں قدر خدمات انجام دیں، وہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں اس مرض کے تئیں عوام کو بیدار اور حساس کرنا تھا، اس کے لیے مختلف ممکنہ تدابیر اختیار کی گئیں، لاک ڈاؤن کے پہلے سے ہی اس مرض کے خد و خال اور اس سے بچاؤ کے طریقۂ کار کے عنوان پر شروع ایام میں ہی سرکاری اہل کار اور ماہر ڈاکٹروں پر مشتمل ایک پروگرام امارت شرعیہ کے مولانا سجاد میموریل اسپتال میں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی صدارت میں منعقد کیا گیا، جس میں اس وائرس کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئی اور اس سے بچنے کے طریقے بتائے گئے؛ احتیاطی تدابیر کے برتنے پر زور دیا گیا، بار بار ہاتھ دھونے، ہینڈ واش، صابون اور سینیٹائزر کا استعمال کرنے، ماسک لگانے اور فاصلہ بنائے رکھنے کی تاکید کی گئی۔ مختلف طریقوں سے اخبارات، الیکٹرونک اور سوشل میڈیا کے ذریعہ عوام کو ان طبی ہدایتوں پر عمل کرنے کی وقفہ وقفہ سے ترغیب دی گئی اور حکومت کی طرف سے آنے والی تمام ہدایات کی جانب مسلسل بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے باشندوں کو متوجہ کیا جاتا رہا۔ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی خصوصی توجہ اور امارت شرعیہ کے متحرک و فعال قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی مدظلہ العالی کی نگرانی میں ہنوز اس کا سلسلہ جاری ہے۔

دوسری اہم جہت جس میں امارت شرعیہ نے وسیع پیمانے پر پورے لاک ڈاؤن میں نمایاں خدمت انجام دی ہیں وہ خدمت خلق اور مزدور و نادار لوگوں کی راحت رسانی کا کام ہے، مارچ سے ہی مرکزی دفتر پھلواری شریف میں پٹنہ شہر کے مختلف علاقوں میں غریب و محتاج اور پریشان حال لوگوں کے درمیان بڑے پیمانے پر اشیاء خوردنی کے کٹس کی تقسیم کا خصوصیت کے ساتھ نظام بنایا گیا، جو پولیس کی نگرانی میں کئی ہفتوں تک مسلسل جاری رہا، رمضان میں بھی رمضان کٹس غریبوں میں اہتمام کے ساتھ تقسیم کیے گئے، مرکزی دفتر کے علاوہ تینوں ریاستوں کے ذیلی دفاتر سے قضاۃ حضرات اور تنظیم امارت شرعیہ کے منتخب ذمہ داران نے اپنے اپنے اضلاع اور بلاک میں غریبوں کے درمیان ریلیف کی خدمات انجام دیں۔

ملک بندی کی اس طویل مدت میں ان حضرات نے عوامی خدمت کے لیے بڑی جانفشانی کا مظاہرہ کیا، عوام کی پریشانی کو دور کرنے اور انہیں راحت پہونچانے کی ہر ممکن کوشش کی، اس کے لیے ضلع اور بلاک سطح کی کمیٹیوں نے بھی بے مثال انسانی خدمات انجام دیں۔ جھارکھنڈ رانچی میں قاضی شریعت امارت شرعیہ کے ذریعہ راحتی اشیاء کے علاوہ ائمہ مساجد و مؤذنین حضرات کا مالی تعاون بھی کیا گیا، غذائی اجناس کی تقسیم کے ساتھ ساتھ یومیہ مزدوری کرنے والوں، نہر کے کناروں اور جھگی جھونپڑیوں میں زندگی بسر کرنے والوں کے درمیان کم از کم بیس ہزار خاندانوں تک کپڑے پہونچانے کا نظم کیا گیا، عید کی مناسبت سے بھی بے سہارا محتاجوں اور بیواؤں کے درمیان نئے کپڑے تقسیم کیے گئے۔ بعض مقامات پر ضرورت کے پیش نظر کھانے پینے کی اشیاء کے علاوی نقد روپئے بھی تقسیم کیے گئے، راحت رسانی اور ریلیف کا یہ کام تینوں ریاستوں میں ترجیحی بنیاد پر زیادہ پریشان حال لوگوں کے درمیان انجام پایا۔ اس مد میں مرکز سے لے کر تمام ذیلی دفاتر اور علاقائی صدور و سکریٹری حضرات کی مالی خدمات تک ایک خطیر رقم صرف ہوئی ہے، ممکنہ حد تک بنگال، اڈیشہ اور جھارکھنڈ کے علاوہ بہار کے کم و بیش تمام اضلاع میں پسماندہ اور محتاج و نادار انسانوں کی پریشانی کو دور کرنے کی فکر کی گئی۔ اسی طرح سرکاری امداد کے حصول کو ممکن بنانے کے لیے بھی امارت شرعیہ نے مختلف اضلاع میں منتخب صدر و سکریٹری کے ذریعہ ان حضرات کے راشن کارڈ بنوانے کی کوشش کی جن کے پاس پہلے سے کوئی راشن کارڈ نہیں تھا، اس پریشانی کے عالم میں یہ ایک اہم اور نہایت کارآمد کام تھا۔ اس دوران حکومت بہار کے اس وبا کے خلاف تمام احتیاطی اقدامات میں امارت شرعیہ شانہ بہ شانہ کھڑی رہی۔

ملک کے متعصب مزاج گودی میڈیا کی ناپاک حرکتوں کی وجہ سے لاک ڈاؤن میں مختلف مقامات پر آپسی بھائی چارے کو بے حد نقصان پہونچا اور بعض شر پسند عناصر نے ملک کے امن و امان کو بگاڑنے کی منصوبہ بند کوششیں کیں، ان کوششوں کو ناکام بنانے اور امن و امان بحال رکھنے میں امارت شرعیہ کی بے مثال خدمات رہیں، امارت شرعیہ کے محترم قائم مقام ناظم صاحب نے حالات پر گہری نظر رکھتے ہوئے تمام واقعات پر بروقت حکومت کو مطلع کیا اور امارت شرعیہ کے مقامی ذمہ داران کو جائے واقعات پر بھیج کر حالات کو قابو میں لانے اور امن و امان بحال کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی اور ان تمام صورت حال میں حکومت کے اعلیٰ حکام سے مسلسل رابطے میں رہے، اور بڑی دانشمندی اور مستعدی سے آپ نے ان ہونے والے فسادات کو روکا۔ امارت شرعیہ کی اس بروقت کارروائی سے نہ جانے کتنی انسانی جانیں خاک و خون میں تڑپنے سے بچ گئیں۔

لاک ڈاؤن میں امارت شرعیہ کی دینی وملی رہنمائی:

لاک ڈاؤن میں قدم قدم پر دینی رہنمائی کی شدید ضرورت محسوس کی گئی، اس کے پیش نظر مفکر اسلام حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے حسب موقع بیانات و ہدایات جاری فرما کر تمام پیش آنے والے مرحلوں میں ملت کی قیادت کا حق ادا فرما دیا (فجزاہ اللہ خیر الجزاء) خواہ اس کا تعلق اس وبائی مرض کے خلاف احتیاطی تدابیر سے ہو یا شرعی مسائل سے ہو، آپ کے ان رہنمایانہ خطوط اور جاری کردہ ہدایات سے ملک اور حکومت کو بھی تقویت ملی اور عوام کو بھی حوصلہ نصیب ہوا، مساجد میں فاصلہ اور حفاظتی تدابیر کے ساتھ صرف ۳/۴/افراد کے ذریعہ جمعہ و جماعت کے قیام کا فیصلہ آپ کا ایک تاریخی فیصلہ ہے، پنج وقتہ نماز، جمعہ، تراویح اور عید الفطر کی نماز سے متعلق آپ کی ہدایات اور گھروں میں رہ کر تمام فرائض کی ادائیگی کی ترغیب و تاکید سے عام مسلمانوں کی عظیم الشان رہنمائی ہوئی۔ اس طویل مدت میں جب بھی ملت نے آپ کی جانب سے رہنمائی کی ضرورت محسوس کی، آپ نے بروقت رہنما بیانات جاری فرما کر سفینۂ ملت کی ناخدائی کی، جس نے بلا شبہ امارت شرعیہ کو مزید تقویت بخشی ہے، اس مرض سے حفاظتی تدابیر یا کورونا کے مشتبہ لوگوں کے طبی معائنہ پر آپ کی پریس ریلیز اور رہنمائی نے بڑا کردار ادا کیا ہے۔ مرنے کے بعد انسانی بدنوں کے احترام پر امارت شرعیہ نے تمام مذاہب کی مشترکہ تعلیم کے حوالہ سے جو بیان دیا اس کے مثبت نتائج ملک میں دیکھنے کو ملے۔

رمضان کے موقع پر مدارس دینیہ کے تحفظ، علاقائی دینی اداروں کے تعاون اور ائمہ مساجد و اساتذہ مدارس و ملازمین کی تنخواہ کی ادائیگی اور انہیں ان کے فرائض منصبی پر بحال رکھنے کے تعلق سے جو حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کا مؤثر بیان جاری ہوا، وہ تاریخ کے اوراق میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، اسے سن کر اور پڑھ کر ان کے حق میں کوتاہی کرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح امارت شرعیہ کا ایک بڑا کارنامہ اس مدت میں صوبہ سے باہر لاک ڈاؤن میں مختلف مدارس میں پھنسے ہوئے طلبۂ عزیز کو ان کے وطن پہونچانا ہے، باضابطہ امارت شرعیہ سے حضرت امیر شریعت کی خصوصی ہدایت پر سرگرم کار و فعال قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے بہار کے ایسے تمام طلبہ کے لیے گائڈ لائنس جاری کر کے ان کے نام و تفصیلات حاصل کیں، بعد ازاں سیکڑوں طلبہ کی فہرست حکومت بہار کو مہیا کرائی۔ دار العلوم دیوبند سہارن پور، دار العلوم وقف دیوبند، مظاہر علوم قدیم و جدید سہارن پور، جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ، مدرسہ عین العلوم الہٰ آباد کے علاوہ مختلف مدارس سے طلبۂ بہار کی ایک طویل فہرست منگائی گئی، جن طلبہ کو امارت شرعیہ کی سفارش سے حکومت بہار نے خصوصی ٹرینوں اور بسوں سے ان کے وطن پہونچانے کا کام انجام دیا اور پھر مختلف اسٹیشنوں سے امارت شرعیہ نے ان طلبہ کو ان کے گھر تک بحفاظت پہونچانے کا فریضہ انجام دیا، جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اسٹیشنوں پر انہیں ریسیو کرنا، ان کے درمیان ماسک، سینیٹائزر اور ناشتہ پانی وغیرہ تقسیم کرنا، پھر ان کے گھر کے لیے سواری مہیا کرانا، ان کے علاوہ عام مسافروں کے درمیان بھی ناشتہ اور پانی کی تقسیم کا نظام بنایا گیا، قضاۃ و کارکنان و ذمہ داران امارت شرعیہ کی کئی جماعتیں مختلف شہروں میں خدمت خلق کا یہ مقبول فریضہ انجام دے رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ادارے کو اپنی نصرت خاص عطا کرے اور اس کی خدمات کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے اور ہم سب کے مخدوم گرامی حضرت امیر شریعت مدظلہ کا ظل ہما اس ادارے اور پوری ملت پر تا دیر قائم رکھے۔ (آمین)

تقریباً 2.98 کورونا معاملوں کے ساتھ ہندوستان پہنچا دنیا میں چوتھے مقام پر

ملک میں کورونا متاثرین کی تعداد 297535 ہوگئی جس سے ہندوستان دنیا میں سب سے زیادہ متاثر مما لک کی فہرست میں برطانیہ کو پیچھے چھوڑ کر چوتھے مقام پر پہنچ گیا ہے، صرف میں چوبیس گھنٹے میں ریکارڈ 396 لوگوں کی اس وبا سے اموات ہوئی ہیں۔ ہندوستان میں جہاں تقریباً 297535 لوگ اس وائرس سے متاثر ہوئے ہیں وہیں برطانیہ میں 2928600 لوگ اس کی زد میں ہیں لیکن برطانیہ میں اموات کی تعداد ہندوستان کے مقابلے تقریباً 5 گنا زیادہ ہے۔ ہندوستان میں اب تک جہاں اس وبا سے 8498 لوگوں کی موت ہوئی ہے وہیں برطانیہ میں کووڈ۔ 19 سے 41364 لوگوں کو موت ہوچکی ہیں۔ ملک میں اس وقت کورونا کے 141842 سرگرم معاملے ہیں، جبکہ 147195 لوگ اس سے نجات پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ دنیا میں کورونا وائرس سے متاثر مما لک کی فہرست میں امریکہ پہلے مقام پر ہے، جہاں اس وبا سے اب تک 2023385 لوگ متاثر ہوچکے ہیں اور 113818 لوگوں کی اموات ہوچکی ہین۔ متاثرین کی تعداد کے معاملے میں اس کے بعد برازیل (8.03 لاکھ) اور روس (5.02 لاکھ) ہے۔ چوتھے مقام پر ہندوستان (2.98 لاکھ)، پانچویں مقام پر اسپین (2.43 لاکھ) اور چھٹے مقام پر اٹلی (2.36 لاکھ) ہے۔ پوری دنیا میں کورونا متاثرین کی تعداد 7732948 ہے، جس میں سے 3956279 لوگ صحت یاب ہو چکے ہیں، ابھی موجودہ تعداد 3348421 ہے، اب تک 428248 لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں۔ (یو این آئی)

سید محمد عادل فریدی

اخبار جہاں

کابل کی مسجد میں دھماکہ 4/افراد ہلاک، 8 زخمی

افغانستان کے دارالحکومت کابل میں ایک مسجد میں بم دھماکے میں 4/افراد ہلاک اور مسجد کے امام سمیت 8/افراد زخمی ہوگئے۔ وزارت داخلہ کے ترجمان طارق آریان نے بتایا کہ بم مسجد کے اندر رکھا گیا تھا تاہم ان کے پاس کوئی مزید تفصیلات نہیں تھیں۔ پولیس نے علاقے کو گھیرے میں لے کر زخمیوں کی ایمبولینسوں کے ذریعہ قریبی اسپتال پہنچانے میں مدد کی۔ (یو این آئی)

پولیس اصلاحات کے حق میں اور نسل پرستی کے خلاف امریکہ میں مذہبی صف آرائی

نسلی امتیاز کی بنیاد پر امریکی سیاہ فام جارج فلوئیڈ کی پولیس کے ذریعہ قتل نے امریکہ میں تمام مذاہب کے رہنمایان کو نسل پرستی کے خاتمے اور نسلی بنیادوں پر سماجی تفریق کے خلاف متحد کردیا ہے۔ اصلاح معاشرہ تک محدود اپنی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے یہ رہنما ملک بھر میں پولیس اصلاحات اور نسل پرستی کے خاتمے کے اقدامات کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔ قدامت پسندوں نے جہاں غیر سفید فام لوگوں کے کلیساؤں کا رخ کیا ہے وہیں کئی معروف مذہبی رہنما بھی نسلی امتیاز کا شکار ہونے والوں سے رابطہ کررہے ہیں۔ (یو این آئی)

امریکہ عراق میں اپنی فوجی موجودگی میں کمی کرے گا

امریکہ نے عراق میں تعینات فوجیوں کی تعداد کو کم کرنے کے منصوبے کی تصدیق کی ہے، جس کے تحت آئندہ چند مہینے تک وہ عراق میں اپنی فوجی موجودگی کو کم کرتا رہے گا۔ امریکہ اور عراق کی حکومتوں نے ایک مشترکہ بیان جاری کرکے یہ اطلاع دی ہے۔ جمعرات کے روز امریکہ-عراق اسٹریٹجک مذاکرات کے بعد جاری ایک بیان کے مطابق دونوں ممالک عراق میں آئندہ برقرار رہنے والی فوج پر بھی تبادلہ خیال کریں گے۔ (یو این آئی)

دنیا میں کورونا متاثرین کی تعداد 75.02 لاکھ، 4.21 لاکھ ہلاکتیں

عالمی وبا کورونا وائرس (کووڈ-19) سے دنیا بھر میں اب تک 75.02 لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں اور اس مہلک وبا کے سبب 4.21 لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ جان ہاپکنز یونیورسٹی کے سینٹر برائے سائنس اینڈ انجینئرنگ (سی ایس ایس ای) کی جانب سے جاری کردہ تازہ ترین اعداد وشمار کے مطابق کورونا وائرس سے دنیا بھر میں 7502278 افراد متاثر ہوئے ہیں اور 421032 افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ اس وائرس سے متاثر 34 لاکھ سے زائد مریض صحت یاب ہوئے ہیں۔ (یو این آئی)

الہان عمر کی جانب سے پولیس کو ناسور قرار دینے پر وائٹ ہاؤس کا ردّعمل

امریکہ میں دو ہفتے قبل پولیس کے ہاتھوں ایک سیاہ فام شہری جارج فلائیڈ کی ہلاکت کے بعد ملک میں پولیس کے اختیارات میں کمی کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے۔ امریکی صدر نے پولیس اہل کاروں کے اختیارات میں کمی کو مسترد کردیا کیوں کہ ایسا کرنے سے ان کے کام پر منفی اثر پڑے گا۔ اس دوران متعدد ڈیموکریٹس نے اس موقف پر نکتہ چینی کی ہے۔ اس حوالے سے ڈیموکریٹک پارٹی کی صومالی نژاد خاتون رکن پارلیمنٹ الہان عمر نے اپنے ایک بیان میں پولیس کو ناسور قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس ناسور کو نکال کر پھینک دینے کی ضرورت ہے۔ اس شدید موقف پر وائٹ ہاؤس کی ترجمان کیلی مکینی کی جانب سے ردعمل سامنے آیا ہے۔ کیلی نے کہا کہ امریکی کانگرس کی رکن الہان عمر کی جانب سے پولیس اہل کاروں کو ناسور قرار دیئے جانے کے بعد کیا توقع کی جاسکتی ہے، امریکیوں کی سلامتی ان پولیس اہل کاروں کے کام کرنے پر موقوف ہے۔ (قومی آواز)

بیرون ملک سے لوٹنے والے شہریوں کے لیے سعودی عرب میں نیا میکانزم تیار

سعودی وزارت صحت نے جمعرات کو مملکت میں باہر سے آنے والوں کے لیے ایک نیا میکانزم نافذ کرنے کا اعلان کیا۔ اس نئے طبی حفاظتی طریقہ کار میں بیرون ملک سے واپس آنے والوں کو مخصوص ضابطوں کے مطابق گھروں میں قرنطینہ کیا جائے گا۔ وزارت کا کہنا ہے کہ شہریوں کی ہوائی اڈوں پر آمد کے فوری بعد ان کا طبی معائنہ کیا جائیگا۔ اس کے بعد انہیں دوسرے افراد کے ساتھ میل جول کے بغیر گھروں کے اندر قرنطینہ کیا جائے گا، بیان میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ بیرون ملک سے آنے والے ایسے افراد جن میں بہ ظاہر کسی بیماری کی موجودگی کی کوئی علامت نہیں ہوگی انہیں بھی احتیاط کے طور پر گھروں میں قرنطینہ کرنا ہوگا۔ گھروں میں قرنطینہ کیے گئے افراد کے بارے میں ''تطمن'' اور ''توکلنا''، جیسی ایپس سے نگرانی کی جائے گی۔ (العربیہ ڈاٹ نیٹ)

سعودی عرب کا رواں برس صرف ''علامتی تعداد'' کو حج کی اجازت دینے پر غور

سعودی عرب میں کورونا وائرس کے کیسز کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہونے کے بعد سعودی حکومت نے رواں برس حاجیوں کی تعداد کو نہایت مختصر ترین رکھنے پر غور شروع کردیا ہے۔ حج انتظامات سے متعلق اجلاس میں کہا گیا کہ صرف علامتی تعداد کو مناسک حج ادا کرنے کی اجازت دی جائے گی تاکہ فریضہ بھی ادا ہوجائے اور کورونا وائرس کی وبا پھیلنے کا خدشہ بھی کم سے کم ہو۔ بزرگ عازمین حج پر مکمل پابندی اور صحت کے حوالے سے سخت اقدامات پر بھی گفت وشنید کی گئی، تاہم ابھی حتمی فیصلہ ہونا باقی ہے، جس کا اعلان خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز خود کریں گے۔ اجلاس میں اس بات پر بھی غور کیا گیا کہ تمام ممالک کے حج کے کوٹے سے صرف بیس فیصد کو اجازت دی جائے، اس طرح سعودی معیشت پر بھی اثر پڑے گا۔ ہر سال دنیا بھر سے لگ بھگ پچیس لاکھ مسلمان حج کی سعادت حاصل کرنے سعودی عرب آتے ہیں جس سے معیشت میں اربوں ڈالر کا اضافہ ہوتا ہے تاہم سعودی حکومت نے معیشت کے بجائے صحت اور عوام کی جانوں کو ترجیح دینا کا فیصلہ کیا ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

بزنس، روزگار و کیریر

چھوٹے ٹیکس دہندگان کو جی ایس ٹی ریٹرن بھرنے میں راحت

جی ایس ٹی کونسل نے کورونا وائرس کے بحران کے پیش نظر چھوٹے تاجروں کو 5 کروڑ روپئے تک کا ریٹرن بھرنے میں راحت دیتے ہوئے 2019 جولائی سے جنوری 2020 تک کے ٹیکس کے ساتھ جی ایس ٹی آر 3 بی فارم بھرنے پر عائد ہونے والے جرمانے کی رقم زیادہ سے زیادہ 500 روپے طے کردیا ہے۔ وزیر خزانہ نرملا سیتارامن کی زیر صدارت منعقدہ جی ایس ٹی کونسل کے 40 ویں اجلاس میں ریٹرن فائل کرنے سے متعلق متعدد فیصلے کیے گئے۔ اجلاس کے بعد وزیر خزانہ نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ جن ٹیکس دہندگان کو ٹیکس چکانا ہے، ان کو جولائی 2019 سے جنوری 2020 (کووڈ 19 سے پہلے) کے لئے ریٹرن جمع کرنے پر زیادہ سے زیادہ 500 روپے جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ لیٹ فیس میں جو کمی کی گئی ہے وہ تمام جی ایس ٹی بار 3 بی کے لئے نافذ ہے اور یکم جولائی سے 30 ستمبر تک لاگو ہوگی۔ تاہم جن ٹیکس دہندگان کو ٹیکس نہیں چکانا ہے، وہ بغیر کسی جرمانے کے جی ایس ٹی آر 3 بی بھر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پانچ کروڑ روپے تک کے سالانہ ٹرن اوور والے ٹیکس دہندگان کو فروری 2020 سے اپریل 2020 تک ریٹرن بھرنے کی مقررہ تاریخ 6 جولائی کے بعد 30 ستمبر 2020 تک ریٹرن جمع کرنے پر لگنے والا جرمانہ 18 فیصد سے کم کرکے 9 فیصد کردیا گیا ہے۔ اسی طرح مئی، جون اور جولائی 2020 کا جی ایس ٹی آر 3 بی ستمبر 2020 تک بھرنے پر کوئی جرمانہ نہیں ہوگا۔ (یو این آئی)

گلزار دہلوی کا انتقال، ایک عہد کا خاتمہ

گنگا جمنی تہذیب کے علمبردار اور اردو کے کہنہ مشق شاعر پنڈت آنند موہن زتشی 'گلزار دہلوی' کا بروز جمعہ انتقال ہو گیا وہ کووڈ 19 سے متاثر ہوگئے تھے، صحت یابی کے پانچ روز کے بعد جمعہ کو دوپہر کا کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد ہی انہوں نوئیڈا میں واقع اپنے مکان میں داعی اجل کو لبیک کہا، وہ 94 برس کے تھے۔ ان کے اہل خانہ نے بتایا کہ ان کا کورونا ٹیسٹ 07 جون کو منفی آ گیا تھا جس کے بعد انہیں اہل خانہ گھر لے گئے تھے۔ ڈاکٹروں کے حوالے سے اہل خانہ نے بتایا کہ انفیکشن کی وجہ سے وہ کافی کمزور ہوگئے تھے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ حرکت قلب بند ہونے ان کی موت واقع ہوئی ہو۔ پدم شری گلزار دہلوی 1926 میں پرانی دہلی کے گلی کشمیریان میں پیدا ہوئے تھے، وہ ''سائنس کی دنیا'' کے ایڈیٹر بھی تھے، جو 1975 میں حکومت ہند کے ذریعہ شائع ہونے والا پہلا اردو سائنسی رسالہ تھا۔ انجمن تعمیر اردو کے بانی اور صدر گلزار دہلوی میں جنگ آزادی کی تحریک میں اس وقت شامل ہوئے تھے جب وہ اسکول میں زیر تعلیم تھے۔ اس کے بعد انہوں شاعری میں خوب شہرت حاصل کی۔ گلزار دہلوی ابھی پچھلے سال تک مشاعروں میں کلام سناتے نظر آئے تھے۔ مارچ 2011 کو نئی دہلی میں ان کے شعری مجموعہ کا اجرا ہوا، جس میں نائب صدر جناب حامد انصاری شریک رہے۔ 2009 میں وہ میر تقی میر ایوارڈ سے سرفراز کئے گئے تھے۔ گلزار دہلوی کی موت کے ساتھ ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، وہ اپنی زندگی کے آخری دنوں تک محفلوں کی جان ہوا کرتے تھے اور ملک کی مشترکہ تہذیب کی پاسداری کا وہ عملی نمونہ تھے۔ (بحوالہ یو این آئی)

دہلی جامع مسجد عام نمازیوں کے لیے 30 جون تک بند

دہلی میں کورونا وائرس کے بڑھتے اثرات کے درمیان تاریخی جامع مسجد کے شاہی امام سید احمد بخاری نے یہ اعلان کیا ہے کہ جامع مسجد عام نمازیوں کے لیے 30 جون تک بند رہے گی۔ گویا کہ 8 جون سے عام نمازیوں کے لیے باجماعت نماز کا جو راستہ ہموار ہوا تھا، ایک بار پھر ایسے حالات پیدا ہورہے ہیں کہ مسجدوں میں صرف انتظامیہ کے افراد ہی نماز پڑھی۔ اس درمیان یہ بھی خبر ملی ہے کہ شاہی فتح پوری مسجد کو بھی 30 جون تک کے لیے عام نمازیوں کے لیے بند کردیا گیا ہے۔ (بحوالہ قومی آواز)

سی بی ایس ای نے کیا دسویں اور بارہویں کے امتحانات کا اعلان

سینٹرل بورڈ آف سکینڈری ایجوکیشن، سی بی ایس ای نے دسویں سے بارہویں کے امتحانات کی تاریخ کا اعلان کردیا ہے۔ یہ امتحانات یکم جولائی سے لے کر 15 جولائی کے درمیان ہوں گے۔ وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے مرکزی وزیر رمیش پوکھریال نے نے جمعہ کو اس بات کا اعلان کیا۔ سی بی ایس ای نے حالانکہ ابھی تک اس کا تفصیلی شیڈیول جاری نہیں کیا ہے۔ تفصیلی شیڈیول کچھ وقت بعد آئے گا۔ حکومت کے اس فیصلہ سے واضح ہے کہ 12 ویں کے بورڈ امتحانات جے ای ای مین اور نیٹ کے امتحانات سے پہلے ختم ہوجائیں گے۔ دسویں جماعت کے صرف شمال مشرقی دہلی کے طلبہ کے امتحانات ہوں گے جو کہ دہلی میں خراب حالات کی وجہ سے شامل نہیں ہوسکے تھے۔ امید ہے کہ ان امتحانات کے نتائج اگست میں اعلان کئے جائیں گے۔ (بحوالہ نیوز-18)

بھارت کی ٹاپ ٹین یونیورسٹیوں میں جے این یو دوسرے نمبر پر، جامعہ ملیہ اسلامیہ بھی شامل

این آئی آر ایف انڈیا رینکنگ 2020 کے مطابق بھارت کی ٹاپ ٹین یونیورسٹیوں میں بنگلور کی انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس (IISc) نے پہلا مقام، جواہر لال نہرو ینیورسٹی (JNU) نے دوسرا اور بنارس ہندو یونیورسٹی (BHU) نے تیسرا مقام حاصل کیا ہے۔ وزیر برائے فروغ انسانی وسائل رمیش کمار پوکھریال نشانک نے جمعرات کو این آئی آر ایف انڈیا رینکنگ 2020 کی لسٹ جاری کی۔ اس بار جامعہ ملیہ اسلامیہ نے بھی ٹاپ ٹین میں جگہ بنائی ہے، 2019 کی رینکنگ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کا مقام بارہواں تھا، مگر 2020 کی رینکنگ میں وہ دسویں مقام پر پہونچ گئی ہے۔ اس فہرست میں چوتھے مقام پر امرتا وشو ودیا پیٹھم کوئمبٹور، پانچویں مقام پر جادو پور یونیورسٹی کولکاتا، چھٹے پر یونیورسٹی آف حیدرآباد، ساتویں مقام پر کلکتہ یونیورسٹی کولکاتا، آٹھویں پر منی پال اکیڈمی آف ہائر ایجوکیشن منی پال اور نویں پر ساوتری بائی پھولے پونے یونیورسٹی ہے۔

کورونا سے کیسے بچیں؟

طب وسائنس

چین کے بعد دنیا کے متعدد ملکوں کو متاثر کرنے والے کورونا وائرس سے بچاؤ کے لیے طبی ماہرین علاج سے زیادہ احتیاط اپنانے کی ہدایت کرتے ہیں۔کورونا وائرس کو کووڈ 19 کا نام دینے والے عالمی ادارہ صحت کی جانب سے بھی عوام کے لیے احتیاطی تدابیر اور رہنما ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ڈبلیو ایچ او کے مطابق اس مرض کا شکار بیشتر افراد صحت مند ہو جاتے ہیں لیکن کچھ افراد کے لیے یہ وائرس زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے۔تجویز کردہ احتیاطی تدابیر اپنا کر اپنی اور دوسروں کی صحت کا خیال رکھا جاسکتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت کی جانب سے کورونا سے متعلق احتیاطی تدابیر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ایک میں عوام کو بیماری سے محفوظ رہنے کے لیے رہنما ہدایات دی گئی ہیں جب کہ دوسرے میں بیماری کے شکار ہونے والے افراد کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اسے مزید پھیلنے سے روکنے کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔جب جب موقع ملے اور ضرورت ہو تو پانی اور صابن سے اپنے ہاتھ دھوئیں۔ایسا کرنے سے اگر ہاتھوں پر وائرس موجود ہوں تو وہ ختم ہو سکتے ہیں۔

کسی کو کھانستا یا چھینکتا پائیں تو اس سے کم از کم ایک میٹر/تین فٹ کا فاصلہ برقرار رکھیں۔ایسا کرنے سے کھانسی اور چھینک کے ذریعے خارج ہونے والے بخارات اگر وائرس سے آلودہ ہوں تو وہ آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔متاثرہ فرد سے قریب ہونے کی صورت میں خدشہ رہے گا کہ آپ کورونا سمیت دیگر وائرس اپنے اندر منتقل کرلیں۔

ہاتھ مختلف چیزوں کو چھونے کی وجہ سے وائرس منتقل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہو سکتے ہیں، اگر یہ وائرس سے متاثر ہو جائیں تو خدشہ رہتا ہے کہ اسے آنکھوں، ناک یا منہ کو منتقل کر سکتے ہیں، جہاں سے وائرس جسم میں داخل ہو کر آپ کو بیمار کر سکتا ہے۔یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کے ارد گرد موجود لوگ نظام تنفس اور سانس کی صحت کی بہتر حالت میں ہو۔کھانستے یا چھینکتے وقت اپنے منہ اور ناک کو مڑی ہوئی کہنی یا ٹشو سے ڈھانپ کر رکھیں، استعمال کے فوراً بعد ٹشو کو ضائع کر دیں۔کھانسی یا چھینک کے دوران منہ اور ناک سے نکلنے والے قطرے یا بخارات وائرس سے آلودہ ہو سکتے ہیں۔اس احتیاط پر عمل کر کے خود کو اور اپنے ارد گرد موجود افراد کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

طبیعت بہتر محسوس نہ ہو تو گھر پر رہیں۔بخار، کھانسی یا سانس لینے میں مشکل ہو تو فوراً علاج کو ترجیح دیں۔اپنے معالج اور طبی اداروں کی ہدایات پر عمل کریں۔چونکہ طبی ادارے اور معالجین کے پاس بیماری کے متعلق تازہ ترین معلومات موجود ہوتی ہیں، آپ کے علاقے میں امراض کی صورت حال سے بھی وہ باخبر ہوتے ہیں، اس لیے ان افراد یا اداروں سے فوری رابطہ آپ کو اپنی صحت بہتر رکھنے میں معاون رہتا ہے۔

کورونا وائرس سے متعلق تازہ ترین صورت حال سے آگاہ رہیں۔طبی اداروں کی دی گئی ہدایات کو اپنائیں۔عالمی ادارہ صحت کا رہنما ہدایات میں کہنا ہے کہ اگر آپ بہتر محسوس نہیں کر رہے تو گھر پر رہیں۔ہلکا پھلکا سر درد یا ناک بہنے کی شکایت بھی محسوس کریں تو صحت مند ہونے تک گھر پر رہیں۔ایسا کرنے سے دوسروں تک اس کا پھیلاؤ روکا جاسکتا ہے۔ایسے افراد کو فوری طور پر اپنے معالج سے رابطے کی ہدایت بھی کی گئی ہے۔کورونا سے متاثرہ علاقوں میں جانے یا وہاں سے آنے والوں کو کہا گیا ہے کہ اگر وہ بخار، کھانسی کا شکار ہوں یا سانس لینے میں دشواری محسوس کریں تو فوراً معالج سے رجوع کریں تاکہ واضح ہو سکے کہ نظام تنفس کی خرابی ہے یا کچھ اور مسئلہ ہے۔معالج کے پاس جائیں تو اسے اپنے حالیہ سفر کے متعلق ضرور آگاہ کریں۔کسی بھی غیر معمولی صورت حال میں دباؤ کا شکار ہونا، ابہام یا خوف کا نشانہ بننا عام بات ہوتی ہے۔ایسی کیفیت میں اپنے قابل بھروسہ لوگوں سے گفتگو آپ کی ذہنی کیفیت کے لیے بہتر رہتا ہے۔

اسی کے ساتھ اگر گھر پر ہوں تو صحت مند طرز زندگی پر عمل کریں۔مناسب غذا لیں، اچھی نیند لیں اور ورزش کریں، سماجی تعلقات خصوصاً اپنے اہلخانہ کے ساتھ ذاتی حیثیت میں یا بذریعہ فون، ای میل رابطے میں رہیں۔سٹریس بھرے جذبات کا مقابلہ کرنے کے لیے سگریٹ نوشی، الکوحل یا دیگر نشہ آور اشیا استعمال نہ کریں۔بہت زیادہ ذہنی دباؤ محسوس کریں تو ہیلتھ کونسلر یا طبی عملے سے رابطہ کریں، ان سے اپنے لیے منصوبہ بنوائیں اور اس پر عمل کریں۔

پکے ہوئے اور ان پکے کھانوں، گوشت وغیرہ کے لیے الگ کٹنگ بورڈز اور چھریاں استعمال کریں اور بیمار جانوروں کے گوشت کے استعمال سے بچیں۔کورونا سے متاثر ہونے والے علاقوں میں گوشت کو استعمال کیا جا سکتا ہے اگر اسے اچھے طریقے سے پکایا گیا ہو اور تیاری کے عمل کے دوران مناسب انداز اپنایا گیا ہو۔

عالمی ادارہ صحت نے متاثرہ علاقوں میں خریداری مراکز اور کام کی جگہوں پر جانے والے افراد کے لیے بھی ہدایات جاری کی ہیں۔ایسے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ وہ جانوروں یا ان سے متعلق مصنوعات کو چھونے کے بعد صابن سے ہاتھ لازماً دھوئیں۔آنکھ، ناک اور منہ چھونے سے بچیں۔بیمار جانوروں یا غیر صحت مند نظر آنے والے گوشت سے دور رہیں۔مارکیٹوں میں آوارہ جانوروں، کچرے اور فضلے سے دور رہیں۔جانوروں یا ان کی مصنوعات کو استعمال کرتے وقت ہاتھوں پر دستانے پہنیں۔کام کی جگہ کا لباس صاف ستھرا رکھیں، روزانہ دھوئیں اور وہیں چھوڑیں۔اہلخانہ کو کام کی جگہ پر پہنے جانے والے لباس، یونیفارم سے دور رکھیں۔کام کی جگہ کو کم از کم دن میں ایک بار جراثیم کش دوا سے صاف کریں۔کورونا وائرس کا علاج نہ ہونے، اس کی ابتدائی علامات واضح نہ ہونے اور تشخیص دیر سے ہونے نے عام افراد کو پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے، مگر ڈر اور خوف کی نفسیات سے باہر نکلیں اور احتیاط و پرہیز کے ساتھ زندگی گذاریں۔

هفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

اسلامی قانون کے مطابق کورونا ویکسین بنانے کی تیاری

دنیا بھر میں دواسازی کی مہم کے ساتھ سعودی عرب میں بھی کورونا وائرس کے علاج کے لیے ویکسین کی تیاری پر کام ہو رہا ہے اور دو جامعات میں اسلامی قانون کے مطابق کووڈ-۱۹ کی ویکسین تیار کی جارہی ہے، جدہ میں واقع جامعہ شاہ عبد العزیز کے ڈاکٹر انور ہاشم کے زیر قیادت سائنس دانوں کی ٹیم اور شاہ عبداللہ یونیورسٹی برائے سائنس اور ٹیکنالوجی کے تحت ادارہ سعودی ویکس مل کر ویکسین کی تیاری پر کام کر رہے ہیں۔دنیا کے دوسرے ممالک میں اس نئے وائرس کے علاج کے لیے جو ویکسینیں تیار کی جارہی ہیں، ان میں سور (خنزیر) جیسے حرام جانوروں اور شراب کے اجزا بھی استعمال کیے جارہے ہیں۔اسلامی شریعت میں خنزیر کا گوشت یا اس کے اجزا سے بنی اشیاء کے استعمال کی ممانعت ہے۔اس کے پیش نظر سعودی عرب میں کرونا وائرس کے علاج کے لیے تیار کی جانے والی ویکسین میں ایسے اجزا شامل کیے جارہے ہیں جن کی اسلام میں اجازت ہے تاکہ مسلمان اس کو کسی ہچکچاہٹ کے بغیر استعمال کرسکیں۔سعودی عرب میں بائیو ٹیکنالوجی کی پہلی نجی فرم سعودی ویکس کے بانی اور ویکسین کی تیاری پر کام کرنے والی ٹیم کے سربراہ پروفیسر مازن حسنین کا کہنا ہے کہ مسلم آبادی کے کووڈ-۱۹ کی ویکسین میں شامل اجزا سے متعلق ہر طرح کی تشویش کو دور کرنے کے لیے ہی حلال اشیاء کا استعمال یقینی بنایا جارہا ہے۔واضح رہے کہ مغرب، وسطی افریقا اور مشرقی ممالک میں مقیم مسلم آبادی مذہب اور ثقافتی وجوہ کی بنا پر کسی بھی مشتبہ ویکسین کے استعمال میں متردد رہی ہے۔

یوپی میں گئوکشی پر ۱۰/سال جیل، ۵لاکھ کا جرمانہ

یوگی حکومت نے کابینہ میں گئوکشی سے متعلق قانون میں ترمیم کے لیے آرڈیننس پاس کرالیا۔ریاستی حکومت نے گذشتہ روز کابینہ کی میٹنگ میں گئوکشی روک تھام ترمیم آرڈیننس 2020ء پاس کیا جس کے مطابق اب گئوکشی کے قصورواروں کے لیے قید کی سزا ۷/سال سے بڑھا کر ۱۰/سال کر دی گئی ہے، علاوہ ازیں جرمانہ بھی ۳/لاکھ سے بڑھا کر ۵/لاکھ کر دیا گیا ہے۔ذرائع کے مطابق گئوکشی پر یوگی حکومت نے سخت قدم اٹھاتے ہوئے یہ بھی فیصلہ لیا ہے کہ گئوکشی کرنے والوں کے پوسٹر عوامی مقامات پر چسپاں کیے جائیں گے تاکہ لوگ گئوکشی سے باز آئیں، حکومت کا کہنا ہے کہ اس کا مقصد گائے کی حفاظت کرنا اور گئوکشی جیسے جرائم کو پوری طرح سے روکنا ہے۔بتایا جاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی صدارت میں کابینہ کی آن لائن میٹنگ ہوئی۔اس میں مختلف محکموں کی ۱۴/تجاویز کو منظوری دی گئی۔اتر پردیش انسداد گئوکشی (ترمیم) آرڈیننس، ۲۰۲۰ کے خاکہ کو بھی منظوری دے دی گئی۔میٹنگ میں وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس آرڈیننس کا مقصد اتر پردیش انسداد گئوکشی ایکٹ 1955 کو مزید منظّم اور اثر انداز بنانا ہے، سرکار نے گئوکشی سے متعلق قانون میں کچھ مزید سختیاں بھی کی ہیں۔خبروں کے مطابق اس قانون کو سخت کرتے ہوئے گائے اسمگلنگ میں شامل گاڑیوں کے ڈرائیور، آپریٹر اور مالک کو بھی ملزم بنائے جانے کی بات کہی گئی ہے جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ مالک کی جانکاری کے بغیر ان کی گاڑی کا استعمال گائے اسمگلنگ کے لیے کیا گیا، اس وقت تک انہیں ملزم تصور کیا جائے گا۔قبضے میں لی گئی گایوں کے ایک سال تک کھانے پینے کا خرچ بھی قصوروار سے ہی لیا جائے گا۔

حکیم افتخار احمد صاحب کی والدہ کے انتقال پر حضرت امیر شریعت مدظلہ کا اظہار تعزیت

ضلع سیتامڑھی موضع برار کی ایک ملی وسماجی شخصیت جناب حکیم افتخار احمد براری کی والدہ کے سانحہ ارتحال پر امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے دلی صدمے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک تعزیتی پیغام میں فرمایا کہ مرحومہ ایک خدا رسیدہ خاتون تھیں، صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور بزرگان دین سے عقیدتمندانہ تعلق رکھتی تھیں، خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ سے بھی قلبی لگاؤ تھا، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے اور پسماندگان خاص کر حکیم افتخار احمد براری کو صبر وثبات کی توفیق بخشے۔

شیخ الحدیث مفتی سعید احمد پالنپوریؒ اور مولانا محمد شفیق عالم پورنوی کا انتقال

ملت اسلامیہ کا بڑا علمی خسارہ: مولانا محمد شبلی القاسمی

موت ایک حقیقت ہے، ہر نفس کو اپنے متعینہ وقت پر موت آنی ہے، لیکن بعض شخصیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے انتقال کا صدمہ صدیوں ہوا کرتا ہے، انہیں میں سے ہندوستان کے مشہور ومعروف عالم دین از ہر ہند دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، استاذ الاساتذہ درجنوں کتابوں کے مصنف حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوریؒ کا انتقال ہے، حضرت کے انتقال کی وجہ سے پوری ملت اسلامیہ خصوصاً دار العلوم دیوبند کا بڑا علمی خسارہ ہوا ہے، حضرتؒ ''موت العالم موت العالم'' (ایک عالم ربانی کی موت پوری دنیا کی موت کے مترادف ہے) کے بجا طور پر مصداق تھے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے تعزیتی کلمات میں کیا، انہوں نے مزید فرمایا کہ حضرت میرے بڑے مربی اور شفیق استاذ تھے، حدیث وفقہ پر ان کو بڑا عبور تھا، طلبہ ان کے درس سے بہت مطمئن رہا کرتے تھے، بعض مسائل میں حضرت کی اپنی انفرادی رائے ہوتی تھی اور پوری قوت اور دلیل کے ساتھ ان کو مدلل کرتے تھے، حضرت کے انتقال سے پوری ملت اسلامیہ کو بڑا صدمہ پہونچا ہے، ان کا انتقال میرے لئے اور خاندان امارت شرعیہ کے لئے ایک بڑا ذاتی حادثہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عنایت فرمائے، ملت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ حضرتؒ کہنہ مشق محدث وفقیہ تھے، اللہ تعالیٰ نے افہام وتفہیم کا زبردست ملکہ عطا فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کے علمی ذخائر کو ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔دوسری طرف حضرت مولانا شفیق عالم قاسمی پورنوی سابق نائب ناظم جامعہ رحمانی مونگیر، رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا انتقال بھی ملت اسلامیہ کے لئے عظیم حادثہ ہے۔حضرت مولانا نے ایک زمانہ تک جامعہ رحمانی میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا اور انتظامی ذمہ داریوں کو بھی بحسن وخوبی انجام دیا، حضرت مولانا اچھے مدرس کے ساتھ اچھے منتظم بھی تھے، جامعہ رحمانی مونگیر اور امارت شرعیہ سے گہری عقیدت ومحبت رکھتے تھے، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے تربیت یافتہ تھے، امارت شرعیہ کے وفد کا دورہ دس سال قبل پورنیہ کے بعض علاقوں میں ہوا تھا میں بھی شریک وفد تھا حضرت مولانا بھی مستقل وفد کے ساتھ رہے ان دنوں میں نے انکی بڑی شفقت پائی اور انکی دعائیں خوب ملیں اور ان کے دلوں میں امارت شرعیہ کی وقعت کا احساس ہوا یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ملت کو نعم البدل عطا فرمائے۔

دعاء مغفرت

امارت شرعیہ کے نقیب اور ملی وسماجی خدمتگار جناب محمد ابرار حسن صاحب جلکوڑہ ضلع کھگڑیا ماہ اپریل ۲۰۲۰ء میں رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم ایک دیندار، خلیق وملنسار اور متبع سنت انسان تھے، بزرگان دین سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھے، امارت شرعیہ سے ان کا قلبی لگاؤ تھا، یہاں کے اکابر سے بے پناہ محبت کرتے تھے، دعاء ہے کہ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے نیز پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے۔(آمین)

وفاق المدارس سے ملحق مدارس کے لیے ضابطۂ عمل

آپ حضرات کے علم میں یہ بات ہوگی کہ وزیر تعلیم حکومت ہند نے ۱۵؍اگست ۲۰۲۰ء تک مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں کے کھولنے پر پابندی کی بات کہی ہے۔ ۱۵؍اگست کے بعد مرکزی حکومت، صوبائی حکومتوں سے مشورے کے بعد اسکول، کالج اور مدارس اسلامیہ کے بارے میں یہ طے کرے گی کہ تعلیمی اداروں کو کھولا جائے یا نہیں، اور کھولا جائے تو کن تاریخوں سے؟ اس لئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ۱۵؍اگست تک یہی غیر یقینی صورت حال باقی رہے گی۔ ایسے میں ضروری سمجھا گیا کہ وفاق المدارس کی جانب سے ملحق مدارس کے لیے خصوصا کوئی ضابطۂ عمل طے کیا جائے چنانچہ مشورہ کے بعد درج ذیل باتیں طے کی گئیں۔

۱۔ جب تک حکومت کی جانب سے مدارس اسلامیہ اور اسکولوں کے کھولے جانے کا باضابطہ اعلان نہ کر دیا جائے، اس وقت تک مدارس نہ کھولے جائیں اور تعلیمی کارروائی کا آغاز نہ کیا جائے، اس سلسلہ میں مکمل احتیاط برتی جائے، تاکہ مدارس کو بدنام کرنے اور ان کے خلاف کسی طرح کی کارروائی کا موقع حکومت کو نہ مل سکے۔

۲۔ پھر جب حکومت کی جانب سے مدارس کھلنے کا اعلان کر دیا جائے تو مدارس کھولے جائیں، اور ان شرائط اور احتیاطی تدابیر کا مکمل لحاظ کیا جائے؛ جو حکومت کی جانب سے ضروری قرار دیے گئے ہوں، درس گاہوں، رہائشی حجروں اور دفاتر میں سماجی فاصلے کی رعایت کی جائے، اور جس طرح کی ہدایات ہوں، ان کے مطابق مدرسوں میں نظم کیا جائے۔

۳۔ جن مدارس اور وہاں کے طلبہ کے پاس ایسی سہولت ہو کہ ان کے لئے آن لائن تعلیم ممکن ہو، وہاں درجۂ حفظ اور عربی درجات کے لیے اس کا نظم کرنا مناسب ہوگا۔

۴۔ ایسے اساتذہ جو علمی کام کر سکتے ہوں، ان کو اس کام میں لگایا جائے، مدارس کے ذمہ داران علمی کاموں کی جزئیات خود طے کرلیں۔

۵۔ آمد و رفت کی سہولت پیدا ہو جانے کی وجہ سے سرکاری ضابطوں کی پابندی کے ساتھ اہل خیر سے رابطہ کا سفر بھی کیا جا سکتا ہے تاکہ مدارس کی مالیات کو مستحکم کیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں علاقہ کے لوگوں کے ساتھ ایک میٹنگ بھی مفید ہے۔

۶۔ تعلیمی سلسلہ بحال ہونے کے بعد بھی طلبہ کے لیے دینی تعلیم کے حصول کے لیے بیرون ریاست کا سفر آسان نہیں ہوگا، اس لیے مدارس کے ذمہ داران، گارجین حضرات سے رابطہ کے بعد اس امر کو یقینی بنائیں کہ وہ اپنی آگے کی تعلیم کے لیے اپنے علاقہ کے ہی اعلیٰ معیار کے مدارس کا انتخاب کریں۔

۷۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے اس سال زیادہ تر مدارس میں سالانہ امتحان کا انعقاد نہیں ہو سکا، اس لئے مدارس کھلنے کے بعد ششماہی امتحان کے نمبرات دفتر وفاق میں جمع کرا دیں اور جن مدارس نے امتحان لے کر مدرسہ بند کیا ہے، وہ سالانہ امتحان کے نمبرات داخل دفتر کریں۔

۸۔ ترقی درجات کے لیے شش ماہی امتحان کے نمبرات یا اگر سالانہ امتحان لیا گیا ہو تو اسی کو معیار بنایا جائے۔

۹۔ مدرسہ کھلنے کے بعد اگر نصاب تعلیم کی تکمیل میں دشواری ہو تو چھٹیاں کم کر کے اور شعبان کے آخر تک تعلیم جاری رکھ کر اس پر قابو پایا جا سکتا ہے، اساتذہ مدارس کے مخلصانہ تعاون سے یہ کام بآسانی ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ جدید داخلہ میں اپنے مدرسہ کے مالی وسائل کا دھیان رکھیں۔

۱۱۔ بہار سے باہر کے بڑے مدارس نے امسال جدید داخلہ بند کر دیا ہے؛ اس لئے وفاق سے ملحق مدارس آخری درجہ کے طلبہ کے لیے اپنے مدرسہ میں تعلیم کا انتظام کر دیں، تاکہ ان طلبہ کا سال نہ برباد ہو۔

۱۲۔ حضرات اساتذہ کرام اور کارکنان کی تنخواہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے وضع نہ کی جائے ممکنہ حد تک تنخواہیں جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔

۱۳۔ مدارس کھلنے کے بعد جن طلبہ کو سردی، کھانسی، بخار وغیرہ ہو جائے ان کا جلد از جلد علاج کرایا جائے، نیز ان کے سرپرست اور والدین کو خبر دے کر گھر بھیج دیا جائے۔ دار الاقامہ میں ضابطہ کے مطابق فاصلہ کے ساتھ سونے بیٹھنے کا خیال رکھا جائے۔

۱۴۔ قادر مطلق اللہ رب العزت ہے، کائنات کا نظام اسی کے ہاتھ میں ہے، اس لیے آہ سحر گاہی اور دعاء نیم شبی کا خاص اہتمام کیا جائے، یومیہ اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کو معمول کا حصہ بنا لیا جائے۔

کورونا کے بعد کی دنیا اور اعلیٰ تعلیم کے مسائل

ڈاکٹر مشتاق احمد دربھنگہ

کورونا کے جغرافیائی حدود پھیلتے ہی جا رہے ہیں اور اس مہلک وبا کے شکار ہونے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب تک اس کی کوئی معقول دوا تجویز نہیں ہوئی ہے۔ اس لا علاج مرض نے پوری انسانی زندگی کو درہم برہم کر دیا ہے۔ لیکن اب انسانی معاشرہ اس وبا کے مضر اثرات کے باوجود اپنی سابقہ زندگی کی بحالی کیلئے فکرمند نظر آ رہا ہے۔ بعض ملکوں میں تو حسبِ معمول زندگی بحال بھی ہوگئی ہے کیوں کہ تمام تر سائنسی اور طبی تحقیقات کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ کورونا کا وائرس کسی بھی ملک یا خطے سے پوری طرح ختم نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اس کے مضر اثرات سے تحفظ کا ایک واحد راستہ احتیاط ہے اور اس کو ہی اب روزمرہ کی زندگی کا حصہ بنانا ہوگا۔ ماسک کو لازمی لباس کی حیثیت دینا ہوگا اور بھیڑ بھاڑ کی زندگی سے پرہیز کی بھی عادت بنانی ہوگی۔ مغربی ممالک جہاں کورونا نے سب سے زیادہ قہر ڈھایا ہے، وہاں اسی طرز پر زندگی پھر سے رواں دواں ہونے لگی ہے۔ ظاہر ہے کہ عالمی سطح پر معاشیات کا ڈھانچہ متزلزل ہو کر رہ گیا ہے اور ترقی پذیر ممالک کی تو بات ہی چھوڑیئے ترقی یافتہ ملکوں کی بھی اقتصادی حالت بدتر ہونے لگی ہے۔ کورونا سے بچنے کیلئے لاک ڈاؤن کی ترکیب اپنائی گئی تھی لیکن اس لاک ڈاؤن نے چھوٹے بڑے تمام صنعت، کل کارخانے پر تالے لگا دیئے کہ انسانی نقل و حمل معطل ہو کر رہ گئی تھی۔ اب جبکہ کہیں کہیں کورونا کا زور کم ہوا ہے تو بازاروں میں رونق لوٹی ہے لیکن اب بھی خوف و ہراس کا ماحول ہے اور حکومت بھی ڈر ڈر کر قدم اٹھا رہی ہے کہ امریکہ، اٹلی، اسپین، فرانس اور جرمنی جیسے ترقی یافتہ ملکوں میں ذرا سی کوتاہی کی وجہ سے کورونا نے کہرام مچایا تھا اور لاکھوں جانیں تلف ہوگئیں اور اب ان ممالک میں بیروزگاری کا گراف بڑھنے لگا ہے۔ ایشیائی ممالک میں بھی کورونا کی وبا نے تمام شعبۂ حیات کو مفلوج کر دیا ہے۔ بالخصوص ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک کی اقتصادی حالت بھی خستہ ہوگئی ہے۔ کروڑوں مزدوروں کی زندگی دشوار کن ہوگئی ہے کہ ان کی زندگی یومیہ مزدوری ہی پر منحصر تھی۔ ہمارے ملک میں کورونا نے جتنا ستم نہیں ڈھایا ہے، اس سے زیادہ اب معاشی بدحالی کی وجہ سے پریشانیاں بڑھیں گی۔ تمام بڑے شہروں سے مزدوروں کی واپسی ہونے لگی ہے اور وہ اپنے اپنے گھروں کو چل چکے ہیں۔ ایک طرف جہاں سے یہ مزدور ہجرت کر رہے ہیں، وہاں بھی پریشانی ہوگی کہ اب چھوٹے بڑے صنعتی کل کارخانوں کو مزدوروں کا ملنا دشوار ہوگا تو دوسری طرف جہاں آ رہے ہیں وہاں بھی انہیں کام چاہئے کہ انہیں زندہ رہنے کیلئے یومیہ مزدوری لازمی ہے۔

بہرکیف! اس کورونا نے عالمی سطح پر معاشی، سماجی، مذہبی، سیاسی اور تعلیمی مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور چوں کہ یہ حقیقت بھی عیاں ہے کہ کورونا کا جڑ سے صفایا ہونا فی الوقت ممکن نہیں، اسلئے اب کورونا کے ساتھ ہی زندگی گزارنے کی عادت ڈالنی ہوگی اور احتیاط کے ساتھ حوصلہ بھی رکھنا ہوگا لہٰذا دیگر شعبے کی طرح تعلیمی شعبے میں بھی کورونا کے بعد ایک بڑا انقلاب آنے والا ہے۔ بالخصوص اعلیٰ تعلیمی اداروں میں روایتی تعلیم کے جو طریقہ کار ہیں اس سے پرہیز کرتے ہوئے ایک نیا طریقہ کار اپنانے کا خاکہ شروع بھی ہوگیا ہے۔ غرض کہ کلاس روم تعلیم اور امتحان کی جگہ آن لائن تعلیم و امتحان اور دیگر سرگرمیوں کو جاری رکھنے کیلئے بھی ذرائع ابلاغ کا سہارا لینا ہی مفید ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ جب تک کورونا کے وائرس کے خاتمے کا اعلان نہیں ہوتا اور جو مستقبل قریب میں ممکن نہیں، اس وقت تک نئے تعلیمی طریقہ کار کو ہی اپنانا ہوگا۔ اسلئے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن جو ملک میں اعلیٰ تعلیمی اداروں کیلئے اصول و ضوابط طے کرتی ہے، اس نے ملک کی تمام یونیورسٹیوں اور کالجوں کو ہدایت نامہ جاری کرنا شروع کر دیا ہے کہ اب وہ کلاس روم تعلیم کی جگہ نئے طریقہ کار یعنی آن لائن، سوشل میڈیا، یوٹیوب، فیس بک، ویب سائٹ، انسٹاگرام اور وہاٹس ایپ کے ذریعہ تعلیم اور امتحان دونوں کا اہتمام کریں۔

واضح ہو کہ ہمارے ملک میں تقریباً ایک ہزار یونیورسٹیاں ہیں اور ۵۵؍ہزار کالجز ہیں جہاں گزشتہ ڈھائی ماہ سے سنّاٹا چھایا ہوا ہے لیکن یو.جی.سی کی ہدایت اور مختلف ریاستی حکومتوں کی طرف سے بھی اعلانیہ جاری کیا گیا ہے کہ طلباء و طالبات کے تعلیمی کیلنڈر کو پورا کرنے کیلئے آن لائن طریقہ کار کو اپنایا جانا چاہئے اور کہیں کہیں شروع بھی ہوگیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی ممالک میں بہت سی ایسی یونیورسٹیاں ہیں جہاں پہلے ہی سے یہ تعلیمی طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے لیکن ہندوستان کی کسی بھی یونیورسٹی کے پاس آن لائن تعلیم فراہم کرنے یا پھر امتحانات لینے کا بنیادی ڈھانچہ موجود نہیں ہے۔ اسلئے قومی سطح پر بھی جب کوئی مقابلہ جاتی امتحانات ہوتے ہیں تو نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی بہت سی نجی کمپنیوں کے سہارے آن لائن امتحان کا اہتمام کرتی ہے۔ یہاں اس حقیقت کا بھی اعتراف ضروری ہے کہ ہمارے ملک میں ایک بھی ایسی یونیورسٹی نہیں ہے جو اپنی تعلیمی فیس کی آمدنی پر منحصر ہو جیسا کہ یورپ میں ہوتا ہے کہ یونیورسٹی نہ صرف خود مختار ہوتی ہے بلکہ وہ اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ اپنی ریاست یا ملک کی ترقی کیلئے بھی خرچ کرتی ہے لیکن ہمارے ملک میں تمام سرکاری یونیورسٹیوں کی ترقی کا انحصار سرکاری فنڈ فراہمی پر ہے۔ مثلاً امریکہ کی کولمبیا یونیورسٹی اور پرنسٹن یونیورسٹی نہ صرف امریکہ کی اقتصادیات میں معاون رہتی ہیں بلکہ ہزاروں افراد کو روزگار بھی فراہم کرتی ہیں اور یہ یونیوسیٹیاں صرف اور صرف اپنی آمدنی پر تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ دیگر سرگرمیوں کو جاری رکھتی ہیں۔

اسی طرح انگلینڈ کی کئی یونیورسٹیاں ملک کی جی ڈی پی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن ہندوستان میں اس کا تصور بھی محال ہے لیکن اب جبکہ حکومت کی طرف سے نئے طریقہ تعلیم پر زور دیا جا رہا ہے اور کلاس روم درس و تدریس کی جگہ آن لائن تعلیم کا انتظام کرنا اور پھر امتحان کیلئے بھی جدید ترین ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا ضروری قرار دیا جا رہا ہے تو ایسے وقت میں سب سے پہلے یونیورسیٹوں اور کالجوں میں جدید ترین کمپیوٹر اور دیگر آلات کی فراہمی کے ساتھ آن لائن سسٹم کے بنیادی ڈھانچوں کو مستحکم کرنا ہوگا۔ یہاں اس حقیقت کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ ملک کی سرکاری یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اسّی فی صد طلبہ دیہی علاقے کے متوسط اور کمزور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سبھوں کے پاس جدید ترین اسمارٹ فون سیٹ نہیں ہیں کہ وہ آن لائن یا دیگر سوشل میڈیا کے طریقہ کار کو اپنا سکیں۔ ایک بڑی دشواری یہ بھی ہے کہ دیہی علاقے کے طلبہ جو گاؤں دیہات میں رہتے ہیں وہاں انٹرنیٹ کی سہولت اگر ہے بھی تو وہ بہت کمزور ہے۔ بالخصوص دیہی علاقے کی لڑکیوں کو آن لائن تعلیم یا پھر آن لائن امتحان میں بڑی مشکل ہو سکتی ہے کیونکہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ دیہی علاقے کے ۹۰؍فیصد طلبہ کے پاس جدید ترین اسمارٹ موبائل موجود نہیں ہیں۔ اسلئے اگر اس کورونا کے بعد کی دنیا بدل رہی ہے اور تعلیمی شعبے میں بھی تبدیلی ضروری ہے تو اس سے پہلے بنیادی ڈھانچوں کو مستحکم کرنا ہوگا اور دیہی علاقے کے طلباء اور طالبات کو کم شرح پر اسمارٹ فون یا پھر ٹیب کی سہولت فراہم کرنی ہوگی اور اس کیلئے حکومت کو ایک بڑے فلاحی بجٹ کا اہتمام کرنا ہوگا ساتھ ہی ساتھ بینکوں کے ذریعہ بھی کم سود پر تعلیمی قرض کو عام کرنا ہوگا کہ نجی اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کو ایک بڑی فیس کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے اور اس کورونا کے بعد متوسط طبقے کی معاشی زندگی بھی دشوار کن ہوگئی ہے۔ ایسی صورت میں کمزور سرپرستوں کیلئے اپنے بچوں کو جدید ترین آلات کے ذریعہ تعلیم دلوانا یا جاری رکھنا ایک بڑا چیلنج ثابت ہوگا۔ اسلئے حکومت کو ان مسائل پر بھی غور و خوض کرنے کی ضرورت ہوگی کہ اب تک ہمارے ملک میں اب تک جو تعلیمی ڈھانچہ ہے وہ کلاس روم پر مبنی ہے۔

اب جبکہ اس کورونا نے اجتماعی زندگی کو ہمارے معاشرے کیلئے جان لیوا بنا دیا ہے تو یہ فطری بات ہے کہ اب کلاس روم کی تعلیم متاثر ہوگی اور تعلیمی شعبے میں آگے بڑھنے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ ہم جدید ترین طریقہ کار کو اپنائیں لیکن اس کیلئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم ایک ایسی تعلیمی پالیسی طے کریں جس سے نہ صرف بڑے شہروں کے تعلیمی ادارے کے طلبہ مستفید ہو سکیں بلکہ دیہی علاقے کے تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلبہ بھی اپنی پڑھائی جاری رکھ سکیں اور جدید طریقہ تعلیم سے مستفیض ہو سکیں کیونکہ ملک کی ۷۰؍فیصد آبادی آج بھی گاؤں میں رہتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حالیہ دنوں میں متوسط اور کمزور طبقے کے اندر بھی تعلیم کی طرف رجحان بڑھا ہے لیکن اس کورونا کی معاشی مار سے یہ طبقہ شاید سال دو سال تک راحت نہیں پا سکتا۔ ایسی صورت میں بس ایک ہی راستہ ہے کہ سرکاری سطح پر کمزور طبقے کے طلبہ کیلئے کوئی خصوصی فلاحی اسکیم چلائی جائے جس سے اس کا مستقبل متاثر نہ ہو سکے۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

لاک ڈاؤن کے درمیان نقیب کا شمارہ منظر عام پر نہیں آسکا، قارئین کو دشواریوں کا علم ہے، اس لئے اس درمیان جن ممتاز دینی شخصیات نے داغ مفارقت دیں، اور امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے ان کی وفات حسرت آیات پر جو تعزیتی کلمات بیان فرمائے وہ نقیب کے قارئین تک نقیب کے واسطے سے نہیں پہونچ سکے، چنانچہ اللہ کو پیارے ہونے والے تین اہم شخصیات کے سلسلہ میں حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے تعزیاتی کلمات کو ذیل میں زینت ورق بنایا جارہا ہے، یہ کلمات اپنے آپ میں مرحومین کے بلند مقام ومرتبہ کی عکاس بھی ہے، اور تاریخ وسوانح کے لئے بڑی سند بھی۔ (ادارہ)

☆ عالم اسلام ایک عظیم محدث سے محروم ہوگیا

ملک کے مشہور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب پالنپوری صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ۲۵/رمضان المبارک کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم علیل تھے، بمبئی میں علاج جاری تھا، آخر کے دنوں اسپتال میں گذارے اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ان کے انتقال پر فرمایا کہ حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب پالنپوری، بڑے ذی علم، اللہ والے اور بڑی بافیض شخصیت کے مالک تھے، ان کے ذریعہ اللہ کے بہت سے بندے دیندار بنے، بہتوں نے دین کا علم حاصل کیا، وہ معتبر عالم دین اور بڑے محدث تھے، اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کی خوب خدمت لی، دنیا کے بہت سے حصوں میں ان کا فیضان پہونچا، لوگوں نے آپ کے علم، تقویٰ وطہارت سے بڑا فائدہ اٹھایا، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے کہا کہ حضرت مفتی صاحب نے دین اور علم کی بڑی خدمت کی، حدیث شریف، تفسیر اور فقہ سے انہیں خاص مناسبت تھی، وہ دو نسلوں کے استاذ تھے، ان کے ہزاروں شاگرد ہیں جو علم اور دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں، لوگوں کے دل میں آپ کی بڑی محبت اور قدر ومنزلت تھی، حضرت مفتی صاحبؒ عرصہ سے دار العلوم دیوبند کے پروقار شیخ الحدیث وصدر المدرسین رہے اور انہوں نے اس منصب کے ذریعہ دین کی قابل لحاظ خدمت کی، جو صدقہ جاریہ ہے، اب ایسی قابل قدر شخصیتوں سے ملک خالی ہوتا جارہا ہے، موجودہ بھارت میں فن حدیث میں ان جیسا کوئی محدث نہیں ہے، انہوں نے کئی قیمتی کتابیں لکھیں، جن میں حجۃ اللہ البالغہ کی عمدہ شرح بھی ہے، ان کا انتقال بیشک علمی دنیا کا عظیم نقصان ہے، اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرمائے، مدارج بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین۔ حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب پالنپوری کا جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی سے بہت اچھا تعلق تھا، انہیں حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی، دار العلوم دیوبند میں وہ مجھ سے ایک سال پہلے فارغ ہوئے تھے اور اس زمانہ میں بھی وہ صلاح وتقوی میں ممتاز تھے، ان کے چلے جانے سے عالم اسلام ایک عظیم محدث سے محروم ہوگیا۔ خانقاہ رحمانی کی مسجد میں ان کے لیے اہتمام کے ساتھ ختم قرآن اور ایصال ثواب کیا گیا، بلندیٔ مراتب کی دعاء کی گئی اور پسماندگان کے لیے صبر وقرار کی بھی دعاء کی گئی۔

☆ مولانا رفیق قاسمی صاحب بڑے مخلص اور تحریکی عالم دین تھے

جناب مولانا رفیق صاحب قاسمی کا حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم دار العلوم دیوبند کے فارغ تھے، لانبے عرصہ سے جماعت اسلامی سے وابستہ تھے، اور جماعت کے کاموں میں سرگرم رہا کرتے تھے، وہ برسوں تک جماعت کے کل ہند سکریٹری بھی رہے، ان کے انتقال پر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے افسوس اور غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ''دار العلوم دیوبند میں ہم دونوں پڑھ رہے تھے، ہم لوگوں کا طالب علمی کا زمانہ مشترک تھا، میرے فارغ ہونے کے تین چار برسوں بعد وہ فارغ ہوئے، دار العلوم کی طالب علمی کے زمانہ سے میرے ان کے اچھے تعلقات تھے، وہاں مروت اور محبت کا جو رشتہ قائم ہوا، وہ برابر قائم رہا، وہ بڑے مخلص انسان، فکرمند عالم دین، اور ملی درد رکھنے والے بزرگ تھے، سلیقہ اور طریقہ کی شخصیت تھی، ان کے انتقال کی خبر سے دل کو دھچکا لگا۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور درجات بلند فرمائے (آمین)۔'' جناب مولانا محمد رفیق قاسمی کے لیے خانقاہ رحمانی میں اہتمام کے ساتھ دعاء مغفرت اور رفع درجات کی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

☆ حضرت مولانا شفیق عالم قاسمی ایک معروف عالم دین

معروف اور سن رسیدہ عالم دین اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن تاسیسی حضرت مولانا شفیق عالم صاحب قاسمی ۲۴/رمضان المبارک کو دن کے دس بجے طویل علالت کے بعد تقریباً ۸۹/سال کی عمر میں اپنے آبائی وطن بھونکراہا (ضلع پورنیہ) میں انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی تدفین ان کے آبائی وطن بھونکراہا، پورنیہ میں بعد نماز مغرب عمل میں آئی۔

خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ان کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا شفیق عالم صاحب، ذی علم اور بڑی قابل قدر شخصیت کے مالک تھے، ان میں بہترین انتظامی صلاحیت بھی تھی، بہتوں نے ان سے دین کا علم حاصل کیا، اور عالم وفاضل بنے، حضرت مرحوم نہ صرف ہندوستان کی معروف درسگاہ جامعہ رحمانی کے ایک لانبے عرصہ تک نائب ناظم رہے، بلکہ شروع سے مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن تاسیسی اور امارت شرعیہ کی مجلس شوری کے معزز رکن شوری کے منصب پر فائز رہے، اب ایسی قابل قدر اور تجربہ کار شخصیتوں سے صوبہ بہار خالی ہوتا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرمائے، مدارج بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین۔ حضرت مولانا کا جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ سے گہرا تعلق تھا، وہ اکثر یہاں تشریف لاتے اور فیض یاب ہوتے، انہیں حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ اور خود مجھ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ خانقاہ رحمانی کی مسجد میں ان کے لیے اہتمام کے ساتھ ختم قرآن اور ایصال ثواب کیا گیا، بلندیٔ مراتب کی دعاء کی گئی اور پسماندگان کے لیے صبر وقرار کی بھی دعاء کی گئی۔

مرنے کے بعد بھی انسانی جسم کا احترام تمام مذاہب کی مشترکہ تعلیم:

کورونا وائرس سے مرنے والوں کو بھی مذہبی طریقے سے دفن کیاجائے

روئے زمین پر اللہ تعالی نے سب سے زیادہ محترم اور افضل انسانوں کو بنایا ہے، ساری دنیا اور اس میں موجود ساری نعمتیں انسانوں کیلئے بنائی ہیں، انسان جب اپنی دنیوی زندگی مکمل کر لیتا ہے اور وہ موت کے آغوش میں چلا جاتا ہے، اس وقت بھی اس کا احترام ضروری ہے اور یہ مرنے والے انسان کا واجبی حق ہے، یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں مرنے والے انسانوں سے زندہ انسان بے حرمتی کا ہرگز معاملہ نہیں کرتا، وہ لوگ درندہ صفت ہوتے ہیں جو مردہ انسان کی تذلیل اور توہین کرتے ہیں، یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے ایک پریس ریلیز میں کہی، انہوں نے مزید کہا کہ اسی لئے ہر مذہب نے اپنے اپنے ماننے والوں کو مرنے کے بعد کے حقوق بھی بتائے ہیں، چنانچہ اپنے اپنے مذہب کی ہدایت کے مطابق عزت واکرام کے ساتھ ان کی آخری رسوم ادا کی جاتی ہے۔ مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہدایت دی کہ جب کوئی مرجائے تو ان کے اہل خانہ کی تعزیت کی جائے، ان کے وارثین کو بھی تسلی اور دعا کے کلمات سے نوازا جائے اور مردہ کو نہلا دھلا کر پاک صاف کپڑے میں کفن دے کر عزت واکرام کے ساتھ ان کو کندھا دے کر جنازہ گاہ تک لایا جائے، نعش کو آگے رکھا جائے اور لوگ ایک نیک شخص کی امامت میں صف بستہ کھڑے ہو جائیں اور نماز جنازہ ادا کر کے ان کی اخروی زندگی کی بہتری کیلئے دعا کریں، پھر حد درجہ احترام اور محبت کے ساتھ سپرد خاک کریں، دفن کا طریقہ بھی اسلام نے بتایا اور بعد تدفین عام لوگوں کو بھی ہدایت کی گئی اپنے رشتہ دار سمیت دوسرے مؤمنین ومؤمنات کی اخروی بہتری کے لئے اور درجات کی بلندی کیلئے دعا کریں، دنیا سے جانے والا اگر عمل کے اعتبار سے کمزور بھی ہو تو بھی مرنے کے بعد ان کی خوبیوں کے تذکرہ کا حکم دیا گیا اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے سخت منع کیا گیا۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق اصل زندگی تو آخرت ہی کی ہے، بعض مرنے والے خوش نصیب ہوتے ہیں، ان کے درجات بڑے بلند ہوتے ہیں۔ ان ہی میں شہدائے کرام بھی ہیں، اسلام میں شہید کی دو قسمیں ہیں، ایک تو حقیقی شہید ہیں دوسرے حکمی (ثواب کے اعتبار سے) شہید ہیں۔ اس وقت کرونا وائرس کی زد میں آکر مرنے والے لوگ بھی ثواب کے اعتبار سے شہید کے حکم میں ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس انسانیت کے زوال اور انحطاط کی اس سے بڑی کیا مثال ہوگی کہ مرنے کے بعد ان کو بعض لوگ ذلیل کرتے ہیں اور قبرستان میں دفن کرنے سے بھی روکتے ہیں، جبکہ دفن ہونا مرنے والے کا انسانی حق ہے۔ اللہ کے واسطے ایسی نادانی اور اتنا بڑا گناہ ہرگز نہ کریں، ہماری اس طرح کی حرکتوں سے کہیں اللہ تعالیٰ ہمیں نعوذ باللہ دوسرے عذاب میں مبتلا نہ کردیں۔ اس مرض میں کوئی بھی مبتلا ہوسکتا ہے، ہرگز ان سے نفرت نہ کریں پھر یہ کہ تجہیز وتکفین اور تدفین میں خود حکومت تمام احتیاطی تدبیروں کو اپناتی ہے، اب ان تدبیروں کے بعد بھی ان سے تدفین کا حق چھیننا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت جوابدہی کا موجب ہے۔ اس لئے امارت شرعیہ لوگوں سے گذارش کرتی ہے کہ اس مرض میں مرنے والوں کو بھی مذہبی طور طریقے سے ضرور دفن کریں اور ان کی بے حرمتی نہ ہونے دیں۔

امارت شرعیہ سے منسلک ہوکر ملی خدمات انجام دینے کے خواہش مند حضرات متوجہ ہوں

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ قوم وملت کا ایک عظیم سرمایہ اور اہم دینی، تعلیمی، سماجی وفلاحی قدیم ادارہ ہے، جس کی خدمات کی روشن اور تابناک تاریخ ہے، بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے امارت شرعیہ کے قیام کے وقت جن شعبوں پر امارت شرعیہ کی بنیاد رکھی، ان میں دو شعبے، دعوت وتبلیغ اور تنظیم اپنے آپ میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں، امیر شریعت اول بدر الکاملین حضرت مولانا شاہ بدر الدین قادری سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ سے لے کر اب تک کے تمام امراء شریعت نے ان پر خصوصی توجہ فرمائی، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی بھی ان دونوں شعبوں پر غیر معمولی توجہ ہے، اس وقت حضرت دامت برکاتہم حالات اور تقاضوں کو دیکھتے ہوئے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تمام اضلاع، بلاک، پنچایت اور گاؤں میں امارت شرعیہ کی مضبوط تنظیم کے قیام اور دینی، اصلاحی، تعلیمی، دعوتی وفلاحی تحریک کو ہر آبادی تک پہونچانے کے سلسلہ میں مسلسل فکرمند ہیں، اسی غرض سے حضرت والا نے بڑی تعداد میں دعاۃ اور مبلغین بحال کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے تاکہ ہر علاقہ میں بروقت اسلام کی صحیح روشنی اور امارت شرعیہ کا پیغام پہنچ سکے اور تنظیم کا استحکام عمل میں آئے، وہاں کے لوگ اسلامی تشخص اور شعار کے ساتھ باعزت شہری کی حیثیت سے زندگی گذار سکیں اور ان کی مختلف فتنوں سے حفاظت ہو سکے، چنانچہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اعلان کیا ہے کہ جو حضرات علماء وحفاظ امارت شرعیہ کے شعبہ تبلیغ وتنظیم سے منسلک ہوکر قوم وملت کی گراں قدر خدمات انجام دینا چاہتے ہوں وہ جلد اپنی درخواست ناظم امارت شرعیہ کے نام مرکزی دفتر امارت شرعیہ میں ارسال کردیں، درخواست صاف اور اپنی تحریر میں لکھیں، نیز اپنا مکمل پتہ اور موبائل نمبر بھی ضرور تحریر کریں، تعلیمی اسناد کی عکسی کاپی بھی درخواست کے ساتھ منسلک کریں، درخواست مندرجہ ذیل ای میل یا وہاٹس ایپ نمبر پر بھی ارسال کرسکتے ہیں۔

ضروری اطلاع

امارت شرعیہ کے تحت چلنے والے دینی تعلیمی ادارے ''المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء'' ''دار العلوم الاسلامیہ'' اور مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ کے شعبۂ تربیت میں داخلہ کے خواہشمند طلبہ اپنی درخواستیں ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے پتہ پر بذریعہ ڈاک، دستی یا ای میل بھیج سکتے ہیں، المعہد العالی میں داخلہ کے لئے ضروری ہے کہ امیدوار ملک کے کسی مستند تعلیمی ادارے سے عالمیت وفضیلت کی تعلیم مکمل کر چکا ہو، ہر امیدوار درخواست بدست خود لکھے، نام، ولدیت، مکمل پتہ اور موبائل نمبر کے ساتھ جس ادارہ سے فراغت ہوئی ہے اور جس سنہ میں فراغت ہوئی ہے تحریر کرے۔ ضابطہ کے مطابق حالات کے معمول پر آنے کے بعد امیدواروں کو داخلہ امتحان کی تاریخ سے مطلع کیا جائے گا۔

بذریعہ ڈاک درخواست بھیجنے کا پتہ: ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، بہار پن کوڈ: 801505

E-mail:nazimimaratshariah@gmail.com, Whatsapp No.9608450524

Volume:60/70,Issue:13-23 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

مرنا تو اس جہاں میں کوئی حادثہ نہیں
اس دور ناگوار میں جینا کمال ہے
(جون ایلیا)

لاک ڈاؤن میں مسلمانوں کا مثالی کردار

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

کورونا وائرس کے پھیلنے کے باعث دنیا کی نقل وحرکت تھم گئی ہے، یعنی دنیا ترقی کے منازل طے کرنے کے باوجود ایک چھوٹے سے وائرس کے سامنے ڈھیر ہوگئی ہے۔ کورونا وائرس کے سائے میں پوری دنیا کے مسلمانوں نے رمضان کے مبارک مہینہ میں بھی گھروں ہی میں رہ کر عبادت کی۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی حکومت کی جانب سے لاک ڈاؤن کی پابندیوں پر عمل کرتے ہوئے ماہِ رمضان میں بھی جہاں ساری نمازیں مساجد کے بجائے گھروں میں ادا کیں، وہیں مذہب یا ذات یا علاقہ کے تعصب کے بغیر غریب اور مزدور لوگوں کی مدد کے لئے جو خدمات پیش کیں وہ نہ صرف قابل تعریف ہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہیں۔ جہاں مسلم بھائیوں نے راہ گیروں کے لئے کھانے اور پینے کا معقول بندوبست کیا، وہیں غیر مسلم ہم وطن کی موت پر اس کے رشتہ داروں کی طرف سے آخری رسومات ادا نہ کرنے پر چند مسلم نوجوانوں نے اس کے لئے بھی اپنی خدمات پیش کیں۔ تبلیغی جماعت کے افراد کو 14 یا 28 دن نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ مدت کے لئے قرنطیہ میں رکھا گیا جہاں بہتر سہولیات نہ ہونے کے باوجود مسلم بھائیوں نے صبر اور اس کے بعد دوسروں کی جان بچانے کے لئے خون عطیہ دینے کی ایسی مثال قائم کی کہ جو میڈیا والے تبلیغی جماعت کو نشانہ بنا کر ہندو مسلم کے درمیان نفرت اور عداوت پیدا کرنے کی مذموم کوشش کر رہے تھے وہ بھی تبلیغی جماعت کے افراد کی تعریف کرنے پر مجبور ہوئے۔ اسلام نے ہمیں صبر وتحمل کی تعلیمات دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام ''قرآن کریم'' میں جگہ جگہ صبر کرنے کی تعلیم دی ہے کہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہوں اُن کو مردہ نہ کہو۔ دراصل وہ زندہ ہیں۔ مگر تم کو (اُن کی زندگی کا) احساس نہیں ہوتا۔ اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے، اور (کبھی) بھوک سے، اور (کبھی) مال وجان اور پھلوں میں کمی کرکے۔ اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں گے اُن کو خوشخبری سنادو۔ (سورۃ البقرہ 153-155) صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر وثواب عطا کیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں اُن کا ثواب انہیں بے حساب دیا جائے گا۔ (سورۃ الزمر 10) حالات پر صبر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ہمت والا کام قرار دیا چنانچہ فرمان الٰہی ہے: جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کر جائے تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ قیامت تک آنے والے انس وجن کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے قول وعمل سے صبر کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ نبی بنائے جانے سے لے کر وفات تک آپؐ کو بے شمار تکلیفیں دی گئیں۔ آپؐ کے اوپر اونٹنی کی اوجھڑی ڈالی گئی۔ آپؐ کے اوپر گھر کا کوڑا ڈالا گیا۔ آپ کو کاہن، جادوگر اور مجنوں کہہ کر مذاق اڑایا گیا۔ آپؐ کا تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ کو اپنا شہر چھوڑنا پڑا۔ آپؐ غزوہء احد کے موقع پر زخمی کئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں دو دو مہینے تک چولھا نہیں جلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پتھر کی چٹان گرا کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وفات ہوئی۔ غرضیکہ سید الانبیاء وسید البشر کو مختلف طریقوں سے ستایا گیا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کی اہم ذمہ داری کو استقامت کے ساتھ بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے یہ سبق لینا چاہئے کہ گھریلو یا ملکی یا عالمی سطح پر جیسے بھی حالات ہمارے اوپر آئیں، ہم ان پر صبر کریں اور اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔

ہندوستانی مسلمان نے حکومت کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ماہ رمضان میں بھی تمام عبادتیں مساجد کے بجائے گھروں میں ادا کیں، حتی کہ رمضان کی خاص نماز تراویح اور جمعہ کی نمازیں بھی عمومی طور پر مسلمان مساجد میں ادا نہ کرسکے جو تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ ہوا۔ بعض الیکٹرونک میڈیا کے نمائندے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے اپنے کیمرے لے کر مسلم محلّوں اور گلی کوچوں میں گھومتے رہے کہ کہیں کوئی موقع انہیں مل جائے اور وہ مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کریں مگر انہیں ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا کیونکہ گنتی کے دو چار واقعات کے علاوہ پچیس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں نے لاک ڈاؤن کی مکمل پاسداری کی، حتی کہ عید کی خریداری کے لئے بھی عمومی طور پر مسلمان بازار نہیں گیا۔ دوکانیں کھولی بھی گئیں، مسلم مخالف عناصر اپنے خفیہ کیمروں کے ساتھ بازار بھی گئے، مگر مسلمان بیدار ہو چکا تھا کہ جب اس نے نماز تراویح اور پنج وقتہ نمازیں مساجد کے بجائے اپنے گھروں میں ادا کیں تو پھر وہ عید الفطر کی خریداری کے لئے بازار کیوں جائے۔ جب اس نے لاک ڈاؤن کی وجہ سے رمضان میں بھی نمازِ جمعہ مساجد میں ادا نہیں کیا جس کے متعلق ایک مسلمان کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تو پھر ماہ رمضان کی مبارک گھڑیوں میں وہ بازار جا کر کورونا وائرس کے خطرات کیوں مول لے۔ اس وبائی مرض سے بچنے کے لئے جب مقدس مہینے میں بھی اللہ کے گھروں میں تالا لگایا گیا تو عید الفطر کی خریداری سے رکنے کے لئے وہ اپنی گاڑیوں اور بائکوں پر تالا کیوں نہ لگائے۔ اسے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ کورونا وائرس کے خطرات میں وہ بازاروں میں جا کر اپنا پیسہ بھی خرچ کرے اور بعد میں مسلمانوں کو ہی کورونا وبائی مرض کے پھیلاؤ کا مجرم بھی قرار دیا جائے۔ علماء کرام اور دانشوران قوم نے مسلمانوں سے اپیل بھی کی تھی کہ جو بھی رقم ان کے پاس موجود ہے وہ مستقبل کے اخراجات کے لئے بچا کر رکھیں اور حتی الامکان فضول اخراجات سے بچیں۔ امسال عید الفطر سادگی کے ساتھ منائیں اور اس مصیبت کے وقت غریبوں کی حتی الامکان مدد کریں۔ ضروریات زندگی کا سامان خرید کر ان کے گھر تک پہنچانے کا انتظام کریں خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں اپنے کمزوروں کے طفیل سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (بخاری) اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسکین اور بیوہ عورت کی مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے (بخاری، مسلم)

تمام مسلم بھائیوں سے آخری درخواست ہے کہ عمل کی قبولیت کی جو علامتیں علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائی ہیں ان میں سے ایک اہم علامت نیک عمل کے بعد دیگر نیک اعمال کی توفیق اور دوسری علامت اطاعت کے بعد نافرمانی کی طرف واپس نہیں ہونا ہے۔ نیز ایک اہم علامت نیک عمل پر قائم رہنا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس میں مداومت یعنی پابندی ہو خواہ مقدار میں کم ہی کیوں نہ ہو (بخاری ومسلم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایام کو کسی خاص عمل کے لئے مخصوص فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمل میں مداومت (پابندی) فرماتے تھے۔ اگر کوئی ایسا کرسکتا ہے تو ضرور کرے۔ (مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح مت بنو جو راتوں کو قیام کرتا تھا لیکن اب چھوڑ دیا (بخاری ومسلم) لہذا ماہِ رمضان کے ختم ہونے کے بعد بھی ہمیں برائیوں سے اجتناب اور نیک اعمال کا سلسلہ باقی رکھنا چاہئے کیونکہ اسی میں ہماری دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔

جب ہمارا یہ یقین ہے کہ حالات سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتے ہیں، اور وہی مشکل کشا، حاجت روا، بگڑی بنانے والا اور صحت دینے والا ہے، لہذا ہم دعاؤں کا خاص اہتمام رکھیں کیونکہ دعا ایک اہم عبادت بھی ہے۔ ہمیں دُعا میں ہرگز کاہلی وسستی نہیں کرنی چاہئے، یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم مصیبتوں اور بیماریوں کے دور ہونے کے لئے بہت سی تدبیریں اختیار کرتے ہیں مگر وہ نہیں کرتے جو ہر تدبیر سے آسان اور ہر تدبیر سے بڑھ کر مفید ہے (یعنی دعا)، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے خالق ومالک کے سامنے خوب دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ پوری دنیا سے اس بیماری کو دور فرمائے، آمین۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)